ہتک عزت کا قانون

صحافی اپنا دفاع کیسے کر سکتے ہیں

ایک رہنما کتاب

ماہرین ابلاغیات کیلیئے سلسلہ وار اشاعت

انٹرنیوز پاکستان

ہتک عزت کا قانون

صحافی اپنا دفاع کیسے کر سکتے ہیں

ایک رہنما کتاب

تحقیق

محمد آفتاب عالم

مطیع اللہ جان

یہ کتاب امریکی ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی کے پاکستان مشن کے ایوارڈ
نمبر 391-A-00-03-01002-00 کے تحت ممکن ہوئی ہے۔ زیر طبع مضامین مضمون نگار کی
ذاتی رائے پر مبنی ہیں اور امریکی ایجنسی برائے بین الاقوامی ترقی کا ان سے متفق ہونا ضروری نہیں۔

ماہرین ابلاغیات کیلئے سلسلہ وار اشاعت

انٹرنیوز پاکستان

نوٹ:

یہ گائیڈ بک بنیادی طور پر انگریزی میں لکھی جانے والی گائیڈ بک کا ترجمہ ہے۔ یہ اردو ترجمہ انٹرنیوز پاکستان میڈیا ریسورس سینٹر کے سلیم خان نے کیا ہے۔

یہ کتاب انٹرنیوز پاکستان نے شائع کی ہے

2004 ء

فہرست

تعارف

پہلا باب: ہتک عزت کیا ہے؟ 1
۔ہتک عزت کی وضاحت 1
۔کوئی بھی فعل 2
۔جھوٹا بیان 2
۔غلط بیانی 2
۔زبانی 3
۔تحریری 3
۔تصویری 4
۔فرد کی مقبولیت 5
۔نقصان 6
۔اشاعت/نشریاتی 6
۔سرکولیشن 8
۔ہتک عزت کے مقدمہ میں ضروری فریقین 9

دوسرا باب: عدالتی طریق کا 10
۔ پہلا حصہ: ہتک عزت بطور فوجداری مقدمہ 10
۔شکایت اندراج 10
۔عدالت کا دائرہ اختیار 10
۔شکایت کنندہ اور شکایت کا ابتدائی جائزہ 11
۔جرم کا تعین 11
۔تحقیق یا انکوائری 11

۔کارروائی کا اجراء............ 11
۔مقدمے کی سماعت........... 12
۔فرد جرم کا لگانا............... 12
۔شواہد کا اکٹھا کرنا اور گواہوں کا شہادت 13
۔دلائل اور فیصلے کا اعلان....... 14
۔اپیل اور نظر ثانی........... 14

دوسرا حصہ: ہتک عزت دیوانی مقدمہ 14
۔ہتک عزت کا نوٹس.......... 15
۔نوٹس کا جواب.............. 15
۔وکیل سے مشاورت اور خدمات کا حصول 15
۔ہتک عزت کا مقدمہ اور عدالت کا دائرہ اختیار 16
۔مقدمے کی رجسٹریشن 17
۔وکیل کا تقرر................. 17
۔فریقین کی قانونی عدالت میں حاضری 17
۔جواب دعویٰ............. 18
۔پہلی سماعت میں فریقین سے پوچھ گچھ 18
۔متنازعہ امور کا تعین........ 18
۔متنازعہ امور................ 19
۔ایشوز کے بارے ثبوت کی ذمہ داری 20
۔دستاویزات پیش کرنا، واپسی اور طلبی 20
۔گواہوں کو سمن کا اجراء اور ان کی حاضری 20
۔التواء....................... 21
۔مقدمے کی سماعت........... 21

۔گواہوں کے بیانات 21

۔دلائل 22

۔فیصلہ اور حکم 22

۔حکم پر عمل درآمد 23

۔اپیل 23

تیسرا باب: ہتک عزت کے الزامات کا دفاع 24

۔آزادی اظہار 24

۔حقیقت یا جواز 24

۔غیر جانبدارانہ تبصرہ 25

۔استحقاق 26

۔مکمل استحقاق 26

۔مشروط استحقاق 26

۔نجی گفتگو 27

۔اجازت سے دیا گیا بیان 28

۔معزرت 28

۔تصحیح کی اشاعت 28

چوتھا باب: سزائیں 30

۔فوجداری سزائیں 30

۔قید اور جرمانہ 30

۔تلافی نقصان/سزائیں 30

۔معافی 30

۔سچ کی اشاعت 31

۔مالی جرمانہ 31
۔قید 31

۔پانچواں باب: توہین عدالت کا قانون 32
۔توہین عدالت کیا ہے؟ 32
۔دیوانی توہین 33
۔دیوانی توہین عدالت کے خلاف کارروائی 34
۔فوجداری توہین عدالت 34
۔فوجداری توہین عدالت کے خلاف کارروائی 36
۔جوڈیشل توہین عدالت 36
۔جوڈیشل توہین کے خلاف کارروائی 37
۔نوٹس 38
۔پہلی سماعت 38
۔جرح کا حق 38
۔توہین عدالت کے الزامات کا دفاع 39
۔غیر جانبدارانہ تبصرہ 39
۔غیر جانبدارانہ رپورٹنگ 40
۔بے عیب اشاعت 41
۔محفوظ بیان 42
۔خاطر خواہ نقصان 43
۔معافی 43
۔صحافتی رازداری 44
۔قصوروار پائے جانے کی صورت میں کیا ہوگا: اپیل کرنے کا حق 44

چھٹا باب: ''غیر ضروری مقدمہ بازی'' سے کس طرح بچا جائے.................46

۔خبر کی سرخیاں... 46

۔زبان... 46

۔ذرائع کی قابل اعتبار حیثیت... 47

۔آف دی ریکارڈ اور آن دی ریکارڈ...47

۔ریکارڈنگ، فلم اور نوٹس کی تیاری...48

۔جواب دینے کا حق... 49

۔دستاویزی شواہد... 49

۔ذاتی مفادات... 50

۔پاکستانی قوانین کے بارے میں علم...51

۔قانونی مشیر... 51

ساتواں باب: حاصل بحث...52

توہین عدالت آرڈیننس، 2003...53

ہتک عزت آرڈیننس، 2002...60

انٹرنیوز پاکستان

تعارف

زیرنظر کتاب انٹرنیوز پاکستان کی طرف سے اس کی میڈیا مینجرز کی رہنما سیریز کے ایک حصے کے طور پر تیار کی گئی ہے۔ اس تازہ شمارے میں پاکستان میں ہتک عزت اور توہین عدالت کے قوانین کی باریکیوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔ آپ کو یاد ہوگا کہ اس سیریز کی پہلی ہینڈ بک میں پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا کو آزاد بنانے اور نشریاتی قوانین پر توجہ مرکوز کی گئی تھی۔

ان رہنما کتابوں کا مقصد ایک آزاد، متنوع اور سماجی طور پر ذمہ دار نشریاتی میڈیا کی تعمیر میں مدد دینا ہے۔ چونکہ ان کی تیاری میں سہل اور عملی طریقہ اختیار کیا گیا ہے اس لئے یہ رہنما کتابیں مقامی صحافیوں کے لئے اپنے قانونی حقوق اور ذمہ داریوں کو سمجھنے میں آسانی پیدا کرتی ہیں۔ ذیل کے صفحات میں آسان فہم زبان کے ذریعے اس بات کی وضاحت کی گئی ہے کہ جب کبھی صورتحال پیدا ہو تو صحافی حصول انصاف کے لئے کیا کریں۔ پاکستان میں نجی نشریاتی شعبے کے لئے راہیں کھلنے سے اب اپنے قانونی حقوق کے بارے میں سمجھ بوجھ کہیں زیادہ ضروری ہو گئی ہے۔ ارتقاء پذیر قوانین ملک کے میڈیا اور صحافیوں پر گہرے اثرات مرتب کریں گے۔

حالیہ شمارے کا آغاز پاکستان میں دسمبر 2003 میں نفاذ ہونے والے ہتک عزت اور توہین عدالت کے قوانین کی بنیادی تعریفوں کے ساتھ کیا گیا ہے۔ پہلے باب میں ہتک عزت کے تصورات کی وضاحت کی گئی ہے۔ اس میں ہتک عزت کے قوانین کے اہم فریقین مثلاً مدعی اور مدعا علیہ پر بھی روشنی ڈالی گئی ہے جن میں ایڈیٹر، رپورٹر اور طابع یا پبلشر بھی شامل ہو سکتے ہیں۔

دوسرے باب میں دو حصوں میں ہتک عزت کے مقدمہ کے طریق کار کی وضاحت کی کوشش کی گئی ہے۔ پہلا حصہ فوجداری یا فوجداری طریق کار کے تحت دائر کئے گئے ہتک عزت کے مقدمہ کی عدالتی کارروائی سے متعلق ہے۔ دوسرے حصے میں دیوانی یا دیوانی قوانین کے تحت آنے والے ہتک عزت کے الزامات کا احاطہ کیا گیا ہے۔ دونوں حصوں میں مقدمے کی کارروائی کے مختلف مراحل کی وضاحت کی گئی ہے جن میں نوٹس کی وصولی سے لے کر عدالت کی

طرف سے فیصلہ یا حکم اور اپیل کرنے کے حق کے مراحل شامل ہیں۔

تیسرے حصے میں ہتک عزت کے الزامات میں صحافیوں کے لئے اپنے دفاع کے دستیاب طریقوں کا جائزہ لیا گیا ہے۔

چوتھے باب میں جرمانوں، سزا اور دعویٰ اور حکم کے مطابق نقصانات کی مالیت پر بحث کی گئی ہے۔اس کے بعد پانچویں باب میں پاکستان میں ججوں کی ہتک عزت پر توجہ مرکوز کی گئی ہے جسے دوسرے لفظوں میں توہین عدالت کے قوانین کا نام دیا جاتا ہے۔اس باب میں ایسے مقدمات کی کارروائی اور صحافیوں کے لئے اپنے دفاع کے دستیاب طریقوں کے ساتھ ساتھ اولین مرحلے میں توہین عدالت کے الزامات سے بچنے کے طریق کار پر روشنی ڈالی گئی ہے۔

اسی طرح چھٹا باب مکمل طور پر ہتک عزت کے قوانین میں اصلاح سے زیادہ بچاؤ سے متعلق ہے۔اس باب میں توجہ اس بات پر مرکوز کی گئی ہے کہ اولین مرحلے میں ہتک عزت سے کس طرح بچا جائے یعنی صحافیوں کو کیا کرنا چاہئے اور کیا نہیں کرنا چاہئے۔

اس بات کو پیش نظر رکھتے ہوئے کہ یہاں جن قوانین کی وضاحت کی گئی ہے ان میں تبدیلیاں ہوتی رہتی ہیں اس گائیڈ بک کو اس کی اشاعت سے اب تک قوانین میں ہونے والی تبدیلیوں کے تناظر میں پڑھا جائے۔انٹرنیوز پاکستان اس کتابچے کو اصل قوانین کے متبادل کے طور پر نہیں بلکہ ایک ریفرنس گائیڈ کے طور پر استعمال کرنے کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ادارہ ان کتابچوں کو قانون میں ہونے والی کسی بھی تبدیلیوں کے مطابق اپ ڈیٹ رکھنے کے لئے اپنی بہترین کوشش کرے گا۔

انٹرنیوز پاکستان، حکومت پاکستان کی جانب سے نشریاتی میڈیا کے میدان کے دروازے نجی ملکیت کے لئے کھولنے کی کوششوں کا معترف ہے۔ ان عوامل کو استحکام بخشنے کے لئے انٹرنیوز، پاکستان میں میڈیا کی معاونت کے ایک پروگرام (Media Assistance Program) پر عملدرآمد کر رہا ہے تاکہ نوآموز ریڈیو سیکٹر اور میڈیا کے دیگر اداروں کو قانونی، تکنیکی، ادارتی اور انتظامی تربیت کے شعبوں میں معاونت فراہم کی جاسکے۔

ہمارا مقصد اس امر کو یقینی بنانا ہے کہ ملک میں میڈیا خاص طور پر نشریاتی شعبے میں ماہر، خودمختار اور مالی لحاظ سے فعال ادارے قائم ہوں جو پاکستان کے شہریوں کو معیاری خبریں اور تفریحی پروگرام فراہم کرسکیں۔

ایک مضبوط اور فعال میڈیا کو اپنے ملک کے قوانین کی عمدہ سمجھ بوجھ ہونی چاہئے اور اسے ان کے عین مطابق کام کرنا چاہئے۔اسی لئے انٹرنیوز پاکستان نے میڈیا قوانین اور وکالت کا ادارہ (Media Law and Advocacy Department) قائم کیا ہے جو پاکستان کے نمو پذیر میڈیا کے نجی شعبے کو قانونی معاونت فراہم کر رہا ہے۔اس کے علاوہ اس ادارہ قانون کا ایک ریسورس سنٹر بھی ہے جو میڈیا سے متعلق وکلاء، براڈ کاسٹرز اور ریگولیٹر کے لئے ضروری معلومات فراہم کرنے کی غرض سے قائم کیا گیا ہے۔

پہلا باب:

ہتک عزت کیا ہے؟

''کوئی بھی غلط اقدام یا غلط بیان کی اشاعت یا سرکولیشن یا نمائندگی جو زبانی یا تحریری یا تصویری صورت میں کی گئی ہو' جس سے کسی فرد کی شہرت کو نقصان پہنچے' دوسروں کی نظر میں اس کی حیثیت کم ہو یا اس کے لئے تذلیل' ناجائز تنقید' ناپسندیدگی' توہین یا نفرت کا باعث بنے ہتک عزت کے طور پر قابل کارروائی ہے''۔ (غیر سرکاری ترجمہ)

ہتک عزت آرڈیننس 2002

مذکورہ بالا تعریف کا اطلاق ان دونوں افراد پر ہوتا ہے جس کی ہتک ہوئی ہو یا جس نے کسی دوسرے فرد کی ہتک کی کوشش کی ہو۔ اس لحاظ سے یہ تمام باتوں کا احاطہ کرتی ہے کیونکہ اس میں بالعموم ملک میں رہنے والے تمام افراد آ جاتے ہیں۔ میڈیا اپنے وسیع تر سامعین کے روبرو غلط بیان یا بیانات کا پروپیگنڈہ کر کے ہتک عزت کا مرتکب ٹھہرتا ہے۔ یہ جرم کوئی بھی شکل اختیار کر سکتا ہے قطع نظر اس کے کہ آیا ہتک آمیز الفاظ شائع کئے گئے ہیں یا نشر کئے گئے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ کسی بھی فعل یا غیر شائع شدہ بیان پر ہتک عزت کا مقدمہ قائم ہو سکتا ہے۔ صرف عدالت ہی حقائق کی بناء پر اس کا فیصلہ کر سکتی ہے۔

قانونی لحاظ سے ہتک عزت دو صورتیں اختیار کر سکتی ہے یعنی بہتان اور توہین یا اہانت۔ بہتان کوئی غلط زبانی بیان یا نمائندگی ہے جو ممکن ہے کہ شائع نہ ہوا ہو۔ اس کے شائع ہونے کی صورت میں پبلشر یا طابع اور رپورٹر دونوں پر اعانت کا الزام عائد ہو سکتا ہے۔ تعریف کے لحاظ سے اعانت غلط تحریری بیان ہے جو کسی دوسرے شخص کی ہتک کا باعث بنے۔ اس میں عام ذرائع یا اظہار یا الیکٹرانک میڈیا' یا دیگر جدید ذرائع سے دستاویزی یا تصویری بیان یا نمائندگی بھی شامل ہے جو ہتک عزت کے زمرے میں آتی ہو۔ یوں اعانت ایسا کوئی بیان ہو سکتا ہے جو شائع' نشر یا ٹیلی کاسٹ ہوا ہو۔ جو شخص یہ بیان دیتا ہے اس پر اہانت کا الزام عائد کیا جا سکتا ہے۔

ہتک عزت کی وضاحت

عدالت میں چیلنج کرنے کے لئے ضروری ہے کہ ہتک آمیز الفاظ یا افعال غلط ہوں۔ ہتک عزت کے الزامات کا دفاع کس طرح کیا جائے اس کی وضاحت ذیل کے ابواب میں کی گئی ہے۔ لیکن اس سے پہلے صحافیوں کو ہتک عزت کی بنیادی تعریف کو ذہن نشین کر لینا چاہئے جس کا خاکہ ذیل کی سطور میں دیا گیا ہے۔

1۔کوئی بھی فعل

صحافی کی اپنے ساتھیوں کے ساتھ گفتگو یا اس کا کوئی فعل یا افعال جو کسی دوسرے شخص کی شہرت پر اثرات مرتب کر سکتا ہو' ہتک عزت کے زمرے میں آ سکتا ہے۔اس میں پریس کانفرنس میں کئے گئے بعض ایسے سوالات بھی شامل ہو سکتے ہیں جو معتدل زبان میں نہ کئے گئے ہوں یا ایسا کوئی جسمانی فعل یا اشارہ جو کسی دوسرے شخص کو غیر معروف بنانے کا باعث بن سکتا ہو۔(اسی حصے کا نمبر 9:اشاعت/نشریہ بھی ملاحظہ فرمائیں)

2۔جھوٹا بیان

اس سے مراد کسی بھی بیان کا غلط ہونا ہے۔جس کے لئے حقائق کے ساتھ ساتھ قانونی لحاظ سے بھی اس کا غلط ہونا ضروری ہے۔ہتک عزت کا مقدمہ جب قانونی عدالت میں دائر ہو جائے تو بیان کی سچائی کا تعین کرنا عدالت کا کام ہوتا ہے۔بعض اوقات کسی اخبار میں شائع ہونے والے غلط بیانات کا کئی وجوہ کی بناء پر نوٹس ہی نہیں لیا جاتا۔بعض بیانات متعلقہ فریق کے لئے مختلف حقائق اور اعدادوشمار کے ساتھ ردعمل کا باعث بنتے ہیں جو یہ ثابت کرتے ہیں کہ جاری یا شائع کیا جانے والا یہ بیان غلط ہے۔ایسے کسی امکان سے بچنے کیلئے صحافی کے لئے لازم ہے کہ وہ مختلف ذرائع سے اپنی معلومات کی تصدیق کرے۔مثال کے طور پر کوئی آرٹیکل تحریر کرتے ہوئے اسے ان حقائق کی مصدقہ حیثیت کے بارے میں یقین ہونا چاہئے جو وہ اپنے موضوع کے حوالے سے پیش کر رہا ہوتا ہے۔اس مقصد کے حصول کے لئے یا تو متعلقہ دستاویزات حاصل کی جا سکتی ہیں یا پھر دیگر ذرائع سے ملنے والے اعدادوشمار کے ساتھ ان کا موازنہ کیا جاتا ہے۔ ایک اور مثال کسی ایسی پریس کانفرنس کی ہے جس میں کوئی سیاستدان اپنے سیاسی حریف پر کوئی الزام عائد کرتا ہے۔اب یہ الزام غلط بھی ہو سکتا ہے۔اس صورت میں متعلقہ بیٹ کے رپورٹر کو اس واقعہ کی خبر دینے سے پہلے سیاستدان کے اس دعوے کی تصدیق اور موازنہ کرنا چاہئے۔اس صورت میں بیان کو محض مذکورہ شخص سے منسوب کر دینے سے بات نہیں بنتی خاص طور پر اگر یہ واقعہ وسیع پیمانے پر نشر یا شائع کیا جا رہا ہو۔ایسا کرنے پر براڈکاسٹر یا پبلشر اور رپورٹر بھی اس کے ذمہ دار ہوں گے۔لہٰذا رپورٹر کو چاہئے کہ وہ ہمیشہ اپنی رپورٹ شائع کرنے سے پہلے دو مختلف ذرائع سے اس کی مصدقہ حیثیت کی جانچ پڑتال کرے۔

3۔غلط بیانی

غلط بیانی کی ایک مثال غیر شائع شدہ گفتگو بھی ہو سکتی ہے۔اس میں کسی ماتحت کی طرف سے اپنے کسی اعلیٰ افسر کے سامنے اس کے کسی دوسرے اعلیٰ افسر کے خلاف تحریری درخواست بھی ہو سکتی ہے۔یہ مسئلہ بھی حقائق پیش کرنے سے متعلق ہے۔غلط بیانی میں یہ بھی شامل ہو سکتا ہے کہ کوئی صحافی اپنا تعارف غلط یا غلط شناخت کے ساتھ کرائے مثلاً اپنے

بعض افعال کے ذریعے کسی دوسرے شخص کو بدنام کرنے کی نیت کے ساتھ اس کی نمائندگی کا دعویٰ کرے۔ کسی دوسرے شخص کے خلاف حقائق کی غلط بیانی بھی اس وقت تک شائع یا نشر نہیں کی جائے گی جب تک میڈیا آرگنائزیشن وسیع پیمانے پر اس کا پروپیگنڈہ کرنے کی جزوی ذمہ داری قبول نہ کرلے۔

4۔زبانی

ہتک آمیز بیان دینے کے ملزم فرد کو قانون میں مصنف (Author) کہا جاتا ہے۔'مصنف' سے مراد ایسا شخص ہے جو پہلی مرتبہ بیان دیتا ہے جو یہ بیان تحریری طور پر یا پریس ریلیز کی صورت میں یا کوئی صحافی اپنی خبر کی صورت میں دے سکتا ہے۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہتک آمیز بیان کا کوئی تحریری یا ریکارڈ شدہ ثبوت موجود نہیں ہوتا۔ پھر بھی ایسے کسی شخص بشمول صحافی کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے۔ صحافی عام طور پر یہ سمجھتے ہیں کہ اصل مسئلہ شائع شدہ مواد کا ہے لیکن ایسا نہیں ہے کیونکہ نجی گفتگو میں کہے گئے الفاظ کے بھی قانونی اثرات ہوتے ہیں۔ جیسا کہ پہلے بھی بیان کیا جا چکا ہے کہ ہتک عزت کے قوانین اگرچہ میڈیا کے گرد گھومتے ہیں لیکن بنیادی طور پر ان کا اطلاق تمام شہریوں خاص طور پر ان لوگوں پر بھی ہوتا ہے جو عوامی سطح پر یا نجی محفل میں بھی غیر معقول الزامات عائد کرنے کے شوقین ہوتے ہیں۔ لہٰذا زبانی بیان بھی کسی ایسے گواہ کی بنیاد پر ہتک عزت کے مقدمے کا باعث بن سکتا ہے جو عدالت کو یہ بتا سکے کہ فلاں شخص نے فلاں کے خلاف یہ بیان دیا ہے۔ اس لئے صحافیوں کو محض اپنی تحریروں کے معاملے میں ہی نہیں بلکہ کسی محفل میں کہے جانے والے اپنے الفاظ کے بارے میں بھی خاصی احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔ یہ باتیں محض قانونی تفتیش سے بچنے کے لئے ہی نہیں بلکہ عوام کی نظر میں بھی ایک حد تک اپنی معتبر اور غیر جانبدارانہ حیثیت برقرار رکھنے کے لئے ضروری ہیں۔ یہ طباعتی اور نشریاتی میڈیا سے وابستہ افراد کے ساتھ ساتھ طباعتی اور نشریاتی صحافیوں کے لئے بھی اچھی بات ہے۔

5۔تحریری

یہ تحریری یا طبع شدہ کسی بھی صورت سے متعلق ہتک آمیز ابلاغ کی اہم ترین قسم ہے۔ طبع شدہ شکل میں ایسی نشری صورت بھی آجاتی ہے جو آن ایئر جا چکی ہو، جس کا ریکارڈ مرتب کرنے کا ہر ریڈیو سٹیشن پابند ہوتا ہے۔ یہاں بھی کاغذ پر یا اب ای میل کی صورت میں اخبارات کے شائع شدہ تحریری بیانات بھی ہتک عزت کے مقدمہ میں بنیادی شواہد کا کام دے سکتے ہیں۔

اخبارات میں یا نشری خبروں میں بھی لفظوں کا انتخاب جو ایک سرخی کی صورت میں خبر کا خلاصہ بیان کرتا ہے یا انٹرو کے

طور پر خبر کا تعارف کراتا ہے ناگزیر حیثیت رکھتا ہے اور بعض اوقات یہ ہتک عزت کے مقدمہ میں فیصلہ کن کردار ادا کرتا ہے۔ مثال کے طور پر کرپشن کے الزام میں گرفتاری کی خبر میں یہ کہا جائے کہ ''مسٹر الف کو کرپشن کرنے پر گرفتار کرلیا گیا'' اور یہ کہا جائے کہ ''مسٹر الف کو مبینہ کرپشن کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا'' تو یہ دونوں مختلف باتیں ہو جاتی ہیں۔ اگر سرخی پہلی شکل میں دی جائے تو یہ ہتک عزت کے مقدمے کا باعث بن سکتی ہے خاص طور پر اس صورت میں کہ جب عدالت میں اس بات کا پتہ چل جائے کہ مسٹر الف بے گناہ تھے۔ لہٰذا دوسری شکل میں بات کہنا کہ ''مسٹر الف کو کرپشن کے الزام میں گرفتار کرلیا گیا'' ہر لحاظ سے محفوظ ہے۔ باقی پوری خبر میں بھی اسی سوچ پر عمل کیا جائے۔

تاہم ایسی صورت میں مدعا علیہ کے طور پر صرف رپورٹر سے ہی نہیں بلکہ ڈیسک ایڈیٹر اور خبروں کی منظوری دینے والے ایڈیٹر سے بھی سوال جواب کئے جائیں گے۔ الزامات کا حوالہ دیتے ہوئے بھی اسی سوچ کو پیش نظر رکھا جائے مثال کے طور پر ایک سیاستدان کا دوسرے کے خلاف بیان اور پھر کرپشن کے ایسے مقدمات میں عدالت کے فیصلے۔ عدالت کے روبرو مقدمات میں میڈیا کی جانب سے کسی کو ''کرپشن کے الزام میں سزا یافتہ شخص'' قرار دینے سے قبل اس بات کو پیش نظر رکھا جائے کہ خواہ ان پر زیلی عدالت اپنا فیصلہ دے بھی چکی ہو تو انہیں ''عدالت میں زیر سماعت'' معاملہ سمجھا جاتا ہے جن میں ملزم کو سپریم کورٹ تک اپیل کرنے کے ہر فورم سے رجوع کرنے کی اجازت حاصل ہوتی ہے۔ اس سے قبل کہ ایسا ہو وہ شخص رپورٹنگ کے مقصد کے لئے ''ملزم'' ہی رہے گا تاہم اس حقیقت کو ضرور بیان کیا جا سکتا ہے کہ زیریں عدالت اسے سزا سنا چکی ہے اور اسے اپیل کرنے کا حق حاصل ہے۔ اس لئے اس نوعیت کے عدالتی مقدمات کی رپورٹنگ سے قبل ایسے افراد کی طرف سے ہتک عزت کی مقدمہ دائر کئے جانے سے بچنے کے لئے ضروری احتیاط سے کام لیا جائے۔

6۔ تصویری

تصویری ذریعہ لوگوں کے ذہنوں پر اپنے اثرات کے اعتبار سے انتہائی طاقتور ہے اور اسی لئے تصویروں کے انتخاب میں اگر ضروری احتیاط سے کام نہ لیا جائے تو ہتک عزت کا شکار ہونے والے شخص کو کہیں زیادہ نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ اس کا تعلق ٹیلی وژن اور پرنٹ دونوں کے ساتھ ہے جہاں تصاویر کو خبروں اور رپورٹوں کے ایک ناگزیر جزو کی حیثیت حاصل ہے۔ افراد کے کارٹون اور خاکے ہزاروں الفاظ پر مشتمل ایک ایسی کہانی سناتے ہیں جو بعض اوقات کہیں زیادہ طویل اور انتہائی عمدہ طریقے سے تحریر کئے گئے آرٹیکل میں بھی بیان نہیں کی جا سکتی۔

کیمرہ جھوٹ نہیں بولتا لیکن بعض اوقات یہ پوری تصویر کا صرف ایک رخ دکھاتا ہے اور کبھی کبھار پوری کہانی کا ایک پہلو بیان کرتا ہے۔ بلاشبہ تصاویر ایسے مناظر کو محفوظ کرتی ہیں جو شاذ و نادر دیکھنے کو ملتے ہیں لیکن جب ایسے مناظر کسی سیاق و

سباق کے بغیر شائع یا نشر کیے جائیں تو وہ گمراہ کن یا ہتک آمیز شکل بھی اختیار کر سکتے ہیں۔ایسی صورت میں عوام کو مکمل کہانی یعنی سیاق وسباق کو بیان کرنے کے حوالے سے الفاظ تصاویر پر بازی لے جاتے ہیں قبل اس کے کہ وہ ان لوگوں کے بارے میں کوئی غلط تاثر قائم کریں جو ان تصاویر کا موضوع ہوتے ہیں۔اس حوالے سے تصویر کی کیپشن بھی اہم حیثیت اختیار کر جاتی ہے کیونکہ اسے تصویر کے گمراہ کن تاثر کو ختم کرنا چاہئے۔

رپورٹر کو ان لوگوں کی سرگرمیوں کے بارے میں بھی احتیاط سے کام لینا چاہئے جن کی فلم تیار کی جا رہی ہو۔مثال کے طور پر ایسی کوئی فلم دکھانا جس میں کوئی مظاہرین کسی شخص کے خلاف نازیبا نعرے لگا رہے ہوں یا کسی خاص شخص کے لئے اپنے ہاتھوں سے توہین آمیز اشارے کر رہے ہوں تو یہ سب کچھ ہتک آمیز سمجھا جائے گا اور فلم پروڈیوسر کو مقدمے میں مدعا علیہ کے طور پر شامل کیا جا سکتا ہے۔اسی طرح کوئی بھی آواز جو مضحکہ خیز ہو یا کسی اور صورت میں ہو تو اس پر لوگوں کو فوراً وہ شخص یاد آ جاتا ہے جس کی تحقیر کی جا رہی ہو یا توہین کی جا رہی ہو اور یوں اس کی ہتک عزت ہو جاتی ہے اور یہ بھی ہتک عزت کی کارروائی کا باعث بن جاتا ہے۔یہ آوازیں الیکٹرانک ڈیوائسز کی بھی ہو سکتی ہیں مثلاً کسی شخص کا مذاق اڑانے کے لئے اس کی آواز کو مسخ کر دینا۔مثال کے طور پر ٹیکنیکل طریقے سے کسی مرد کی آواز کو عورت کی اور عورت کی آواز کو مرد کی آواز میں تبدیل کر دینا اور جس شخص کا یوں مذاق اڑایا گیا ہو وہ اسے توہین آمیز سمجھے تو مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے۔

اس طرح اہم شخصیات کے ایسے خاکے جن میں کوئی سیاسی طنز کا پہلو ہو تو ان میں بھی شائستگی کی حدوں کو عبور نہیں کرنا چاہئے اور اس امر کو یقینی بنانا چاہئے کہ ان کی جسمانی اور شخصی معذوریوں کو عوام میں تضحیک کا ذریعہ نہ بنایا جائے۔تاہم اس کا یہ مطلب نہیں کہ موجودہ سیاسی تنازعات کی عکاسی کرنے کے لئے ممتاز سیاسی شخصیات کو ہلکے پھلکے انداز میں بھی پیش نہ کیا جائے۔سچ تو یہ ہے کہ کارٹون اور خاکے اسی صورت میں موثر ہوتے ہیں جب سوائے عام آدمی کی عکاسی کرنے والے عام چہروں کے جنہیں ہم ''عوام'' کہتے ہیں' ان کے موضوعات میں اہم عوامی چہرے اور شخصیات شامل ہوں۔

7۔فرد کی مقبولیت

ہتک عزت کے مقدمہ میں اسے ایک بنیادی عنصر کی حیثیت حاصل ہے۔ہر شہری کا یہ حق ہے کہ لوگ اسے اچھے لفظوں میں یاد کریں اچھی شہرت ہر شہری کا حق ہے۔قانونی لحاظ سے فرد کی مقبولیت محض یہی نہیں کہ وہ فرد جو کچھ ہے بلکہ اس میں یہ سب باتیں آ جاتی ہیں کہ لوگ مجموعی طور پر اسے کس نظر سے دیکھتے ہیں۔اس طرح یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ ہتک آمیز بیان یا فعل سے اس فرد کے لوگوں کے خیالات میں کس حد تک تبدیلی آئی ہے۔اس لئے ایک دفعہ جب ہتک

عزت کا مقدمہ دائر کر دیا جاتا ہے تو عدالت شواہد کے ذریعے اس بات کا تعین کرتی ہے کہ مدعا علیہ کو کس سطح اور نوعیت کی مقبولیت حاصل ہے اور اور اسے کس حد تک نقصان پہنچا ہے۔

تاہم ان تمام باتوں کا یہ مطلب نہیں کہ صحافی کسی معروف شخصیت کے بارے میں تحقیقاتی رپورٹنگ نہیں کر سکتا۔ البتہ اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ کام انتہائی احتیاط کے ساتھ کیا جائے اور ایسی کسی بھی خبر کی رپورٹنگ سے پہلے، خواہ وہ بالکل ٹھیک ہو، حتی الوسع شواہد جمع کئے جائیں جس سے کسی فرد کی مقبولیت کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔ درحقیقت فرد کی مقبولیت کو پہنچنے والے نقصان کا اندازہ لگانا اور اس کا تعین کرنا بعض اوقات ایک سوال کی حیثیت اختیار کر جاتا ہے۔ اسی طرح جب ہتک عزت کا شکار ہونے والا کوئی شخص جتنا زیادہ مقبول ہوگا نقصانات کے ازالہ کے ہرجانے کی مالیت بھی اتنی زیادہ ہوگی اور یہی حال اس پر دیئے جانے والے حکم کا ہوگا۔

8۔ نقصان

نقصان کی تعریف یوں کی جاتی ہے کہ یہ کسی فرد کی مقبولیت کو پہنچنے والا نقصان ہے جس کی بنیاد پر قانونی عدالت قصوروار ثابت ہونے کی صورت میں ملزم کی طرف سے قابل ادا رقم کا تعین کرتی ہے۔ اگرچہ ایک عام شہری بھی محدود لوگوں کی محفل میں اپنی نجی گفتگو یا تقریر کے ذریعے کسی کی شہرت کو نقصان پہنچا سکتا ہے وہیں صحافی اس قدر اختیارات رکھتا ہے کہ وہ کسی کی شہرت کو کہیں زیادہ نقصان پہنچانے کا باعث بن سکتا ہے کیونکہ اگرچہ وہ اپنا فرض ادا کر رہا ہوتا ہے لیکن وہ اپنی میڈیا آرگنائزیشن کے ذریعے اسے شائع کر کے اس نقصان میں کئی گنا اضافہ کر دیتا ہے اور یہ خبر کہیں زیادہ لوگوں تک پہنچ جاتی ہے۔

نقصان کی حد کی تعین میں عام طور پر اسے مدعا علیہ کی مقبولیت کی موجودہ سطح اور اس بات کے براہ راست متناسب سمجھا جاتا ہے کہ یہ خبر کتنے لوگوں تک پہنچ سکتی ہے۔ میڈیا کا یہ ادارہ جتنا بڑا ہوگا اور اس شخصیت کی مقبولیت جتنی زیادہ ہوگی ہتک عزت ثابت ہونے پر نقصانات کے ازالہ کے لئے اتنی ہی بڑی رقم کی ادائیگی کا حکم دیا جا سکتا ہے۔ تاہم عوامی شخصیات مثلاً سیاستدانوں اور اداکاروں کو بڑی حد تک پبلک پراپرٹی سمجھا جاتا ہے اور یوں انہیں اپنی زندگیوں میں عوامی باز پرس کا سامنا کرنا پڑتا ہے جو ایک ایسی دفاعی دلیل ہے جو ہتک عزت کے مقدمات میں صحافیوں کے پاس موجود دفاعی راستوں کے باب میں بحث کی جائے گی۔

9۔ اشاعت/نشریاتی

یہ میڈیا کے اداروں سے اس صورت میں متعلق ہے جب مبینہ طور پر ہتک آمیز بیان قانونی عدالت میں شواہد کے طور پر پیش کئے جانے سے قبل اخبار میں شائع یا نشر کر دیا گیا ہو۔

قانون کے تحت اشاعت سے مراد یہ ہے کہ یہ الفاظ ہتک عزت کا شکار ہونے والے شخص کے علاوہ کم از کم ایک شخص تک پہنچ جائیں۔اس میں اخبار یا انٹرنیٹ یا کسی دوسرے میڈیا کے ذریعے نشریہ شامل ہے جس کی وضاحت بعد میں کی جائے گی۔

قانون میں دی گئی تعریف کے مطابق اخبار درج ذیل پر مشتمل کاغذ ہوتا ہے:

الف: عوامی خبریں یا انٹیلی جنس

ب: واقعات

ج: تاثرات یا مشاہدات

د: اشتہارات

مذکورہ بالا مواد عوام میں تقسیم کرنے کیلئے طبع کیا جاتا ہے۔اخبارات مدت وار شائع ہوتے ہیں۔ان میں اس قسم کے دوسرے مدت وار کام بھی شامل ہوتے ہیں جسے وفاقی حکومت سرکاری گزٹ میں نوٹیفکیشن کے ذریعے اخبار قرار دے سکتی ہے۔

قانون کے تحت کسی شخص کے ہتک عزت کا شکار بنانے کی ذمہ داری' اگر عدالت کے نزدیک ایسا ہوا ہو' صرف رپورٹر پر ہی عائد نہیں ہوتی بلکہ پبلشر یا ایڈیٹر بھی اس میں شریک ہوتا ہے۔ریڈیو سٹیشن کی صورت میں لائسنس ہولڈر' پروڈیوسر یا ایڈیٹر اس ذمہ داری میں شریک ہوتا ہے۔

قانون میں دی گئی تعریف کے مطابق ایڈیٹر ایسا شخص ہے جسے کوئی بیان شائع یا نشر کرنے کی اجازت دینے یا اسے روکنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے یعنی ادارتی یا مساوی ذمہ داریوں کا حامل شخص جس پر کوئی بیان شائع یا سرکولیٹ کرنے کی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

قانون میں ہتک عزت کے مقدمہ میں مصنف' اخبار کے ایڈیٹر' پروپرائیٹر یا پبلشر' نشریاتی سٹیشن کے مالک' افسر' اخبار یا نشریاتی سٹیشن کے ملازم کا ذکر بھی ممکنہ مدعا علیہ کے طور پر کیا گیا ہے۔

قانون میں پبلشر کی تعریف ایک ایسے شخص کے طور پر کی گئی ہے جو ایک کمرشل پبلشر ہوتا ہے اور عوام کے لئے مواد جاری کرنا اس کا کام ہوتا ہے اور جو اس کام کے دوران ہتک آمیز بیان پر مشتمل مواد جاری کرتا ہے۔

قانون کے تحت ہتک آمیز بیان درج ذیل طریقوں سے نشر کرنے کی صورت میں کارروائی کے لئے رجوع کیا جاسکتا ہے:

الف: اشاروں کے ذریعے

ب: علامات

ج: تصاویر

د: آوازیں جن میں الیکٹرانک ڈیوائسز کی آوازیں بھی شامل ہیں

مذکورہ بالا افعال اگر درج ذیل میڈیا کے ذریعے عوام تک پہنچا دیئے جائیں تو وہ ہتک عزت کے مقدمہ کا موضوع بن سکتے ہیں:

الف: وائرلیس ریڈیو الیکٹرک کمیونیکیشن کی ایک شکل

ب: ریڈیو ٹیلی گراف

ج: ریڈیو ٹیلی فون

د: کیبل

ر: کمپیوٹر

ز: تاریں

س: فائبر آپٹک رابطے

ش: شعاعیں

جب کوئی بیان شائع یا نشر ہو جاتا ہے تو اسے مقدمہ دائر کرنے والے شخص کے لئے نقصان کا باعث ہونے کے حوالے سے زیرغور لایا جائے گا۔ ہتک آمیز مواد کی اشاعت ایک ایسا غلط کام ہے جس پر کارروائی ہوسکتی ہے خواہ ہتک عزت کا شکار ہونے والے شخص کو پہنچنے والے کسی خاص نقصان کا ثبوت موجود نہ بھی ہو۔ ہتک عزت ثابت ہونے کی صورت میں یہی خیال کیا جائے گا کہ اس شخص کو نقصان پہنچا ہے۔

10۔سرکولیشن

اگر آپ یہ جانتے ہیں کہ اخبار یا نشری پروگرام میں شامل مواد غلط اور ہتک آمیز ہے لیکن آپ اسے نہیں روکتے اور تقسیم کر دیتے ہیں تو پھر آپ ہتک عزت کے ازالہ کے ذمہ دار ہوں گے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی ہاکر بھی غلط خبر والا اخبار تقسیم کرتا ہوا پایا جائے تو اسے ہتک عزت کے مقدمہ میں مدعا علیہ بنایا جاسکتا ہے لیکن اس صورت میں ہاکر اس بناء پر اپنی بے خبری ثابت کرسکتا ہے کہ وہ ناخواندہ ہے اور پڑھ اور لکھ نہیں سکتا۔ یہ حقیقت بھی ایک موثر دفاع ہے کہ ضروری نہیں کہ ہاکر اخبار تقسیم کرنے سے پہلے اسے پوری طرح پڑھے۔

درحقیقت عدالت کی طرف سے ہتک عزت کا شکار ہونے والے شخص کو پہنچنے والے نقصان کی حد کے تعین میں اخبار کی

سرکولیشن کو بھی ایک عامل کی حیثیت حاصل ہے۔ بنیادی طور پر سرکولیشن کا عامل اس وقت اپنا کردار ادا کرتا ہے جب کوئی شخص نجی طور پر ہاتھ سے لکھا ہوا یا طبع شدہ پمفلٹ تقسیم کر رہا ہو اور پوری طرح جانتا ہو کہ یہ ہتک آمیز مواد پر مشتمل ہے۔ اسی طرح پرنٹر یا طابع بھی اگر یہ مواد طبع کر رہا ہو اور اس کے بارے میں پوری طرح جانتا ہو تو اس پر بھی ہتک عزت کا الزام عائد کیا جا سکتا ہے۔

ہتک عزت کے مقدمہ میں ضروری فریقین

صحافی کو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ ہتک عزت کے مقدمہ میں کون کون سے لوگ / کردار شامل ہیں تا کہ وہ اس امر کو یقینی بنا سکے کہ عدالت کی طرف سے کسی منصفانہ نتیجے تک پہنچنے کے لئے تمام فریقین اپنے خیالات کا اظہار کر سکیں۔ ہتک عزت کے مقدمہ میں ضروری فریقین درج ذیل ہیں:

1۔ مدعی، جو عدالت میں دعویٰ کرتا ہے کہ اس کی ہتک عزت ہوئی ہے

2۔ مدعا علیہان، جن میں درج ذیل افراد شامل ہو سکتے ہیں:

الف: جو شخص متنازعہ بیان دیتا ہے

ب: رپورٹر جو اس کی خبر دیتا ہے

ج: ایڈیٹر جو مبینہ طور پر اس کی منظوری دیتا ہے یا اسے نظر انداز کرتا ہے

د: پبلشر یا ریڈیو سٹیشن کا لائسنس

دوسرا باب:

طریق کار

پاکستان میں ہتک عزت کے حوالی سے فوجداری قانون پاکستان پینل کوڈ (پی پی سی۔1860) میں موجود ہے جبکہ دیوانی قانون (Defamation Ordinence 2002) ہتک عزت کے آرڈیننس میں بیان کیا گیا ہے۔ تاہم یہ آرڈیننس کسی بھی دوسری قانون بشمول پی پی سی کی ہتک عزت سے متعلقہ شقوں کے اطلاق کو ختم نہیں کرتا۔ ایک ضروری بات یہ ہے کہ ہتک عزت کے دیوانی مقدمہ اور فوجداری کیس محض ہئیت کے اعتبار سے ہی نہیں بلکہ نوعیت کے اعتبار سے بھی ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ اس باب کا مقصد ہتک عزت کے فوجداری مقدمہ اور ہتک عزت کے دیوانی مقدمہ کی کارروائی کی وضاحت کرنا ہے۔

پہلا حصہ

ہتک عزت بطور فوجداری مقدمہ

شکایت کا اندراج

کسی بھی بیان سے مبینہ طور پر ہتک عزت کا شکار ہونے والا شخص عدالت میں شکایت درج کرا سکتا ہے۔ ہتک عزت کے مقدمہ کا آغاز صرف متعلقہ شخص جس کی مبینہ طور پر ہتک عزت ہوئی ہو کی شکایات پر ہی ہوسکتا ہے۔ بعض خاص مقدمات میں جب مبینہ ہتک عزت صدر، وزیر اعظم، وفاقی وزیر، وزیر مملکت، گورنر، وزیر اعلیٰ یا صوبائی وزیر یا وفاقی یا صوبائی امور سے متعلق کسی سرکاری ملازم کے خلاف ہو تو سرکاری وکیل کو شکایت درج کرانے کا اختیار حاصل ہوگا۔

عدالت کا دائرہ اختیار

عام مقدمات میں جوڈیشل مجسٹریٹ درجہ اول کو مبینہ ہتک عزت کی شکایات نپٹانے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ خاص مقدمات میں جب مبینہ ہتک عزت صدر، وزیر اعظم، وفاقی وزیر، وزیر مملکت، گورنر، وزیر اعلیٰ یا صوبائی وزیر یا وفاقی یا صوبائی امور سے متعلق کسی سرکاری ملازم کے خلاف ہو تو سیشن کورٹ شکایت نپٹانے کا اختیار رکھتی ہے۔ سیشن کورٹ ایسی شکایات کو نہیں سنے گی جب یہ شکایت مبینہ ہتک عزت کے ارتکاب کے دن سے چھ ماہ بعد دائر کی گئی ہو۔ شکایت کی وصولی پر عدالت شکایت کنندہ کا بیان/ابتدائی پوچھ گچھ قلمبند کرنے کی تاریخ مقرر کرتی ہے۔

شکایت کنندہ اور شکایت کا ابتدائی جائزہ

شکایت میں درج کئے گئے حقائق پر عدالت کا مطمئن ہونا ضروری ہے کہ یہ بدیہی طور پر مبینہ جرم کے زمرے میں آتے ہیں۔ سماعت کے روز جج شکایت کی سچائی کی جانچ پرکھ کے حلف پر شکایت کنندہ سے پوچھ گچھ کرتا ہے۔ شکایت کا یہ جائزہ محض ایک رسمی کارروائی نہیں بلکہ اس جائزہ کے نتیجہ کی بدولت مجسٹریٹ اس بات کا تعین کرتا ہے کہ آیا اسے عدالت کی مشینری کو حرکت میں لانا چاہئے یا نہیں۔ یہ ایک بنیادی بات ہے کہ کسی فعل کو ہتک عزت کے زمرے میں شمار کرنے کے لئے لازم ہے کہ تیسرے فرد کو اس کے بارے میں معلوم ہو کیونکہ کیونکہ توہین کا مقصد عام طور پر دوسروں کے جذبات کو کو بھڑکانا ہوتا ہے۔

جرم کا تعین

ابتدائی جائزہ کے بعد عدالت یہ فیصلہ کرے گی کہ آیا شکایت میں جس جرم کا ذکر کیا گیا ہے وہ قابل دست اندازی ہے۔ اگر عدالت کے خیال میں کارروائی کے لئے کافی جواز موجود نہ ہو تو وہ شکایت کو خارج کر دے گی۔ اس لئے ابتدائی جانچ پڑتال اگر مناسب طریقے سے کی جائے تو اس کا فوری نتیجہ مختصر سماعت کے بعد شکایت کے خارج ہونے کی صورت میں برآمد ہوگا اور ایک بے گناہ شخص عدالت کے کٹہرے میں پیش ہونے کی تکلیف اور رسوائی سے بچ جائے گا۔ دوسری جانب اگر عدالت یہ سمجھتی ہے کہ مزید کارروائی کے لئے کافی جواز موجود ہے تو وہ مزید کارروائی کیلئے عدالت کی کارروائی کو جاری رکھے گی۔

تفتیش یا انکوائری

عدالت شکایت کی تشخیص کے بعد اسے تفتیش یا انکوائری کے لئے متعلقہ پولیس سٹیشن کے حوالے کر دے گی۔ پولیس مبینہ مقدمہ میں اپنی جمع کی ہوئی معلومات عدالت کی طرف سے مقرر کی گئی تاریخ پر عدالت میں پیش کر دے گی۔ پولیس کی جمع کی ہوئی معلومات کی بنیاد پر عدالت مقدمہ کی کارروائی شروع کرنے کا فیصلہ کرے گی۔

کارروائی کا اجراء

اس مرحلے پر فوجداری مقدمہ کی کارروائی میں پہلا اور اہم ترین کام قانونی عدالت کے روبرو ہتک عزت کے ملزم شخص کو

پیش کرنا یا اس کا پیش ہونا ہے۔ عدالت ملزم کو مقدمے کی مقررہ تاریخ پر پیش ہونے کا نوٹس جاری کرے گی، وہ ملزم کو عدالت میں پیش کرنے کے لئے اس کے وارنٹ گرفتاری بھی جاری کرسکتی ہے۔ ہتک عزت ایک قابل ضمانت جرم ہے اور ملزم اپنے ایک حق کے طور پر پولیس افسر یا عدالت کو ضمانت کی درخواست کرسکتا ہے۔ پولیس افسر ایسے مقدمات میں ضمانت کا بانڈ فراہم کرنے پر ملزم کو رہا کرسکتا ہے۔ اگر ملزم کو ضمانت پر رہا کر دیا جاتا ہے تو وہ سماعت کے ایام پر عدالت میں پیش ہونے کا پابند ہوگا۔ بصورت دیگر اس کی ضمانت منسوخ کر دی جائے گی اور اسے پابند سلاسل بھی کیا جا سکتا ہے۔

مقدمے کی سماعت

فوجداری کیس کی سماعت کا آغاز اس وقت ہوتا ہے جب یہ مقدمہ حاضر جج کے روبرو پیش کیا جاتا ہے، ملزم کٹہرے میں ہوتا ہے اور استغاثہ اور دفاعی نمائندگان مقدمے کی سماعت کے لئے عدالت میں موجود ہوتے ہیں۔ ملزم کو اس کارروائی کے دوران وکیل کے ذریعے اپنے دفاع کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر ملزم حراست میں ہو تو اسے اپنے دفاع کی تیاری کے لئے اپنے قانونی مشیر سے تبادلہ خیالات کا معقول موقع ملنے کا حق ہے۔ ملزم پولیس حراست کے دوران بھی قانونی مشاورت تک رسائی بطور حق لے سکتا ہے۔ باقاعدہ سماعت کے آغاز سے قبل ملزم کو شکایت کی نقل اور شکایت کنندہ کے بیان اور اگر کوئی گواہ موجود ہوں تو ان کے بیانات سمیت تمام متعلقہ دستاویزات فراہم کی جائیں گی۔

فرد جرم کا لگانا

جب ملزم عدالت میں پیش ہوتا ہے یا اسے عدالت میں پیش کیا جاتا ہے تو جج ملزم کے خلاف الزام کی تحریری طور پر فرد جرم عائد کرتا ہے۔ فرد جرم سے مراد کسی جرم کے حوالے سے خاص طور پر ملزم کے لئے ایک واضح بیان کی صورت میں ایک مکمل نوٹس ہوتا ہے جس کا الزام ملزم پر عائد کیا جاتا ہے۔ فرد جرم قانونی زبان میں کسی شخص پر عائد کئے گئے خاص الزام کی ٹھیک ٹھیک شکل ہے جو ابتدائی مرحلے میں اس کی نوعیت جاننے کا حق رکھتا ہے۔ فرد جرم کے جواب میں ملزم اپنے قصوروار ہونے یا نہ ہونے کا اقرار کرتا ہے۔

عدالت ملزم کو اس کے خلاف عائد کی گئی فرد جرم پڑھ کر سنائے گی اور اس سے پوچھا جائے گا کہ آیا وہ اپنے آپ کو قصوروار سمجھتا ہے یا اس کے پاس اپنے دفاع میں کوئی دلائل ہیں۔ اگر ملزم اپنے آپ کو 'قصوروار' سمجھتا ہے اور الزامات قبول کر لیتا ہے تو جج مقدمے کا فیصلہ کرسکتا ہے اور اس قصور کی بنیاد پر اسے سزا سنا سکتا ہے۔ اگر ملزم یہ دلیل پیش کرتا ہے

کہ وہ 'قصوروار نہیں' ہے تو عدالت مقدمے کی کارروائی آگے بڑھانے کی پابند ہے۔

شواہد کا اکٹھا کرنا اور گواہوں کی شہادت

اگر ملزم فرد جرم کے عائد ہونے کے وقت کوئی اعتراف نہیں کرتا تو عدالت کارروائی آگے بڑھائے گی۔ عدالت شکایت کنندہ کی بات سنے گی اور استغاثہ کی حمایت میں پیش کئے جانے والے تمام شواہد کو حاصل کرے گی۔ استغاثہ کا یہ فرض ہے کہ وہ ان تمام گواہوں کو طلب کرے جو استغاثہ سے متعلق معاملے کے ساتھ اپنا تعلق ثابت کرتے ہیں۔ عدالت کسی گواہ کو ایسے سمن بھی جاری کرسکتی ہے جس میں اسے عدالت میں پیش ہونے یا مطلوبہ دستاویزات پیش کرنے کی ہدایت کی جاتی ہے۔ عدالت گواہ یا گواہوں کے بیان یا بیانات قلم بند کرے گی اور ملزم کو یہ پڑھ کر سنائے گی۔ عدالت ملزم کو ان بیانات کی نقول بھی فراہم کرے گی۔ استغاثہ کی شہادتیں اس بیان کے ساتھ کہ اس کی شہادت مکمل ہو چکی ہے بند کر دی جاتی ہے۔

استغاثہ کی شہادت مکمل ہونے کے بعد کے بعد عدالت ملزم سے کہے گی کہ آیا وہ حلفاً اپنے حق میں کوئی بیان دینا چاہتا ہے اور کوئی شہادت پیش کرنا چاہتا ہے۔ اگر ملزم اس کا جواب ہاں میں دے تو عدالت ملزم کی بات سنے گی اور اس کی طرف سے اپنے دفاع میں پیش کی جانے والی تمام شہادتیں لے گی۔ عدالت ملزم کی طرف سے اپنے دفاع میں پیش کئے جانے والے تمام گواہوں کی شہادت لینے کی پابند ہے۔

استغاثہ اور دفاعی شہادتیں ریکارڈ کرنے کے بعد عدالت گواہوں کی جرح کے لئے مزید کارروائی کرے گی۔ گواہ کا بیان پہلے وہی فریق لیتا ہے جو اسے طلب کرتا ہے اسے Examination-in-chief کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد مخالف فریق اس کا جائزہ لیتا ہے اسے جرح یا Cross-examination کہا جاتا ہے۔ آخر میں اسے طلب کرنے والا فریق کوئی ابہام وغیرہ دور کرنے کے لئے دوبارہ بلاسکتا ہے۔ ملزم یا اس کے وکیل کے اس بیان کے ساتھ کہ اس کی شہادتیں مکمل ہو چکی ہیں دفاع کی شہادتیں بند کر دی جاتیں ہیں۔

Examination-in-chief کسی گواہ کا وہ بیان ہے جو اسے طلب کرنے والا فریق لیتا ہے۔ اس جائزہ کا مقصد گواہ سے وہ تمام حقائق حاصل کرنا ہے جو اس کے علم میں ہوتے ہیں یا مقدمہ سے متعلق ایسے تمام حقائق جن کی وہ تصدیق کرسکتا ہے۔

جرح یا Cross-examination مخالف پارٹی کی طرف سے گواہ کی جرح یعنی وہ فریق جو اسے طلب کرنے والے فریق کا مخالف ہوتا ہے۔ اس جرح کا مقصد شہادت کی چھان بین کرنا اور مقدمہ کی سچائی کا تعین کرنا ہے۔

دلائل اور فیصلہ کا اعلان

گواہوں کی شہادتیں اور شواہد حاصل کرنے کے بعد عدالت استغاثہ اور ملزم دونوں کے نمائندوں کو موقع دیتی ہے کہ وہ اپنے اپنے فریق کی جانب سے دلائل دیں۔ استغاثہ اور ملزم دونوں کے وکلاء کے دلائل سننے کے بعد عدالت اسی روز فیصلے کا اعلان کرسکتی ہے۔ عدالت کے نزدیک اگر ملزم مقصور وار ٹھہرے تو اسے پابند سلاسل کرنے یا جرمانہ یا نقصانات کے ازالہ کیلئے رقم کی ادائیگی کا حکم دیا جاسکتا ہے۔

اپیل اور نظر ثانی

اپیل سے مراد کسی خاص مقدمے کو ماتحت عدالت سے اعلیٰ عدالت میں اس امر کو جاننے کے لئے لے کر جانا ہے کہ آیا ماتحت عدالت کا فیصلہ درست ہے یا نہیں۔ اپیل کا حق قانون کی پیداوار ہے ہے اور یہ صرف ان مقدمات میں ہوتا ہے جہاں قانون واضح طور پر اس کا حق دیتا ہے۔ ہتک عزت کی صورت میں فریقین جوڈیشل مجسٹریٹ کے فیصلہ کے خلاف سیشن کورٹ میں اپیل دائر کر سکتے ہیں۔ علاوہ ازیں فریقین ایسے مقدمہ میں اپیل ہائی کورٹ میں کر سکتے ہیں جن کا سیشن کورٹ نے ٹرائل کیا ہو۔ اگر سماعت کرنے والی عدالت نے ملزم پر جرمانہ عائد کر دیا ہو یا اسے نقصانات کے ازالہ کا حکم دیا ہو تو جرمانہ کی ادائیگی یا نقصانات کا ازالہ اس وقت تک معطل رہے گا جب تک کہ اپیلٹ کورٹ حتمی فیصلہ نہیں دے دیتی۔

مقدمے کی کارروائی کے دوران اگر ملزم محسوس کرتا ہے کہ مقدمے کی کارروائی یا شہادتوں کے دوران کوئی بے قاعدگی پائی گئی ہے، یا سزا یا سماعت کرنے والی عدالت کا حکم غیر قانونی ہے یا غیر مناسب ہے، تو وہ اپنے اطمینان کے لئے معاملے کی تحقیقات اس سے بڑی عدالت میں کرانے کے لئے بھی جا سکتا ہے۔ اس اقدام کو ''نظر ثانی کی درخواست'' کہا جاتا ہے۔ اس صورت میں خواہ درخواست دہندہ متاثرہ اشخاص میں شامل نہ بھی ہو تو اعلیٰ عدالت یعنی جوڈیشل مجسٹریٹ کی صورت میں سیشن کورٹ اور سیشن کورٹ کی صورت میں ہائی کورٹ اپنے نظر ثانی کے اختیارات استعمال کرتے ہوئے معاملے کا جائزہ لینے کی اہل ہوتی ہے۔

دوسرا حصہ:

ہتک عزت بطور دیوانی مقدمہ

2002 سے قبل ہتک عزت پر نقصانات کے ازالہ کی ادائیگی کسی بھی قانون کے تحت نہیں آتی تھی بلکہ اس کا تعین

انصاف اور مساوات اکے اصولوں کے مطابق کیا جاتا تھا۔ہتک عزت آرڈیننس 2002 کے نفاذ کے ذریعے کسی قانونی عدالت میں ہتک عزت کا مقدمہ دائر کرنے کی قانونی دفعات مہیا کر دی گئیں۔ یہ آرڈیننس ضابطہ دیوانی کے علاوہ کسی حد تک مقدمہ دائر کرنے اور اسے نپٹانے کا طریق کار بھی فراہم کرتا ہے۔

ہتک عزت کا نوٹس

ہتک عزت آرڈیننس 2002 کے تحت مبینہ طور پر ہتک عزت کا شکار ہونے والے شخص کے لئے اس فرد کو نوٹس دینا ضروری ہوتا ہے جو مبینہ طور پر ہتک عزت کا مرتکب ٹھہرا ہو۔ مثال کے طور پر اگر "الف" "ب" کے کسی بیان کے ذریعے مبینہ طور پر ہتک عزت کا شکار ہوا ہو اور اس کے خلاف نقصانات کی تلافی کے لئے مقدمہ دائر کرنے کا خواہشمند ہو تو اسے اس ضمن میں" ب" کو قانونی نوٹس دینا ہوگا۔ باقاعدہ نوٹس دیئے بغیر" الف" "ب" کے خلاف نقصانات کے ازالہ کے لئے مقدمہ دائر نہیں کر سکتا۔" ب" کو یہ نوٹس "الف" کے علم یا نوٹس میں آنے کے بعد دو ماہ کے عرصہ کے اندر مل جانا چاہئے۔ نیز اس نوٹس میں یہ ذکر بھی ضروری ہو کہ " الف" اس ہتک آمیز معاملے پر" ب" کے خلاف قانونی چارہ جوئی کا حق بھی رکھتا ہے۔

نوٹس کا جواب

نوٹس کا جواب دیتے ہوئے " ب" اس کتاب کے تیسرے باب میں دئے گئے نکات میں سے ایک یا ایک سے زائد نکات اپنے دفاع میں بیان کر سکتا ہے۔ مقدمہ بازی سے بچنے کے لئے وہ معافی بھی مانگ سکتا ہے اور بیان کی نادانستہ اشاعت کی صورت میں معافی کو شائع بھی کر سکتا ہے۔ وہ اسی انداز میں تصحیح شائع کرنے کی پیشکش بھی کر سکتا ہے جس میں اصل ہتک آمیز بیان شائع کیا گیا تھا۔ اگر" ب" مذکورہ بالا طریقے سے نوٹس کا جواب نہ دے تو" الف" "ب" کے خلاف نقصانات کی تلافی کے لئے مقدمہ دائر کر سکتا ہے۔

وکیل سے مشاورت اور خدمات کا حصول

نوٹس کا جواب دینے سے پہلے صحافی (مذکورہ بالا صورت میں " ب") کو اس معاملے میں کسی ماہر وکیل کے ساتھ مشورہ کرنا چاہئے۔ ہر نوٹس میں شامل باتیں مقدمے کی نوعیت کے مطابق مختلف ہو سکتی ہیں اور صحافی کو چاہئے کہ نوٹس کا جواب دیتے ہوئے خاص طور پر صرف انہی حقائق کا جواب دے جن کا نوٹس میں ذکر کیا گیا ہے۔ صحافی کیلئے ضروری

ہے کہ وہ آئندہ کے حوالہ کے لئے نوٹس کی ایک نقل اپنے پاس محفوظ رکھے۔ضرورت پڑنے پر یہ نوٹس اس مقدمے میں یا کسی دوسرے مقدمے میں عدالت کے روبرو پیش بھی کیا جا سکتا ہے۔صحافی نوٹس کے ذریعے یا دیوانی مقدمہ کے ذریعے دعویٰ کئے جانے والے نقصانات کی تلافی کیلئے دعویٰ کی مالیت پر پریشان نہ ہو۔نقصانات کی تلافی کیلئے رقم کا فیصلہ کرنا عدالت کا کام ہے جو مقدمے کے حالات اور فریق ثانی کو پہنچنے والے نقصان کی نوعیت کو پیش نظر رکھ کر فیصلہ دیتی ہے۔

وکیل کے ذریعے نوٹس کا جواب دینا ایک بہتر صورت ہے۔ ہتک عزت کے مقدمہ میں پیش ہونے یا ہتک عزت کے نوٹس کا جواب دینے کے لئے وکیل سے مشورہ کرتے ہوئے یا وکیل کی خدمات حاصل کرتے ہوئے صحافی کو چاہئے کہ وہ معاملے کی تمام تر تفصیلات وکیل کو بتائے اور کسی بات کو خفیہ نہ رکھے۔ اس طرح اسے اپنا دفاعی بیان تیار کرنے میں مدد ملے گی۔اس کے علاوہ وکیل کی فیس بھی واضح طور پر طے کر لی جانی چاہئے اور فریقین کے درمیان اس پر سمجھوتہ ہو جانا چاہئے۔

ہتک عزت کا مقدمہ اور عدالت کا دائرہ اختیار

چودہ یوم کے اندر نوٹس کا محض جواب یا کوئی تسلی بخش جواب موصول نہ ہونے کی صورت میں مبینہ طور پر ہتک عزت کا شکار ہونے والا شخص (مذکورہ بالا صورت میں " الف") عدالت میں مقدمہ دائر کر سکتا ہے۔کسی شخص (مذکورہ بالا صورت میں " الف") کے خلاف ہتک عزت پر کارروائی ہتک آمیز اشاعت کا دعویٰ کرنے والے شخص کے علم میں آنے کے بعد چھ ماہ کے اندر کی جا سکتی ہے۔ہتک عزت آرڈیننس 2002 کے تحت ہتک عزت کے مقدمات کی سماعت کا اختیار صرف ڈسٹرکٹ جج کو حاصل ہے۔عدالت کی یہ دستوری ذمہ داری ہے کہ وہ چھ ماہ کے اندر مقدمے کا فیصلہ کر دے۔ہتک عزت کے مقدمہ کا آغاز متعلقہ عدالت میں دعوی دائر کرنے سے ہوتا ہے۔دعویٰ دائر کرنے والے شخص کو ''مدعی'' کہا جاتا ہے اور مدعی کے کلیم کو ''دعویٰ'' کہا جاتا ہے۔ دعویٰ عدالت میں پیش کی جانے والی ایک تحریری یادداشت ہے جس میں مدعی کارروائی کی وجہ بیان کرتا ہے اور عدالت سے فیصلہ اور ریلیف کا طلب گار رہتا ہے۔

مقدمہ دائر کرنے سے پہلے عدالتی فیس کے تعین کے لئے مقدمہ کی جانچ پرکھ ضروری ہوتی ہے۔عدالتی فیس کی رقم کا حساب دعویٰ کردہ رقم اور کورٹ فیس ایکٹ میں طے کئے گئے طریق کار کی بنیاد پر کیا جاتا ہے۔مثال کے طور پر دارالحکومت اسلام آباد کے علاقے میں 25000 روپے سے کم نقصانات کی تلافی کے لئے دائر کئے گئے مقدمہ پر کوئی عدالتی فیس وصول نہیں کی جاتی۔اگر یہ رقم 25000 روپے یا اس سے زائد ہو تو عدالتی فیس کی رقم کا حساب کورٹ فیس

ایکٹ میں دیئے گئے طریق کار کے مطابق کیا جائے گا۔ اسلام آباد میں زیادہ سے زیادہ عدالتی فیس 3000 روپے ہے۔

مقدمے کی رجسٹریشن

مقدمہ دائر ہونے کے بعد عدالت اس کے تمام کوائف ''دیوانی مقدمات کے رجسٹر'' میں درج کرے گی۔ مقدمہ رجسٹر ہونے کے بعد پہلی تاریخ مقرر کر دی جائے گی۔ اب یہ مدعی کے وکیل کی ذمہ داری ہو گی کہ وہ مدعا علیہ یعنی جس شخص کے خلاف مقدمہ دائر کیا گیا ہے' کو سمن جاری کرانے کے لئے ضروری اقدامات کرے۔ ہتک عزت کے مقدمہ میں مصنف' ایڈیٹر' اخبار کا طابع یا پبلشر یا پروپرائیٹر' نشریاتی سٹیشن کا مالک' اخبار یا نشریاتی سٹیشن کا کوئی افسر یا ملازم یا کوئی دوسرا شخص بطور مدعا علیہ فریق ہو سکتا ہے۔ عدالت مدعا علیہان کو تمام دستاویزات پیش کرنے کا حکم دے گی (جو اس کے پاس موجود ہوں) جن کی بنیاد پر وہ اپنا دفاع کرنے کا ارادہ رکھتا ہو یا رکھتے ہوں۔

وکیل کا تقرر

مدعی یا مدعا علیہ دونوں کو ہی قانونی عدالت میں کسی وکیل کے بغیر اپنا مقدمہ پیش کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر کوئی وکیل کو اپنا نمائندہ مقرر کرنا چاہتا ہو تو وہ عدالت میں اپنی نمائندگی کے لئے وکیل یا ایڈووکیٹ بھی مقرر کر سکتا ہے۔ وکیل کی ہر تقرری کا اندراج عدالت میں کرایا جاتا ہے۔ یہ تقرری مقدمے کی کارروائی کے خاتمے تک موثر رہے گی تاوقتیکہ کلائنٹ یا وکیل میں سے کوئی فوت نہ ہو جائے یا کلائنٹ اسے تبدیل کرنے کا فیصلہ نہ کر لے۔ وکیل کو وہ سب کچھ کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے جو وہ اپنے کلائنٹ کے لئے بہتر سمجھتا ہو۔

فریقین کی قانونی عدالت میں حاضری

اگر مدعا علیہ یا اس کا وکیل سمن میں درج سماعت کیلئے مقررتاریخ پر دانستہ یا کسی قانونی عذر کے بغیر عدالت میں حاضر نہ ہو تو عدالت مقدمے کا فیصلہ کر سکتی ہے اور مدعا علیہ کے خلاف فیصلہ سنا سکتی ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اس مرحلے پر مدعا علیہ کی غیر حاضری کی وجہ سے کئے جانے والے فیصلہ پر صرف اپیل کی جا سکتی ہے اور اسے یکطرفہ ڈگری کی طرح بالائے طاق نہیں رکھا جا سکتا۔

جواب دعویٰ

جواب دعویٰ میں اٹھائے جانے والے نکات کے جواب میں مدعاعلیہ کی طرف سے داخل کیا جانے والاتحریری بیان ہوتا ہے۔اسے مقدمے میں مدعاعلیہ کے دفاع کی حیثیت حاصل ہوتی ہے۔اس کی توثیق حلف یا تصدیق کے ذریعے کی جانی چاہیئے۔مدعاعلیہ کواپنے تحریری بیان کے ساتھ وہ دستاویزات بھی پیش کرنی چاہئیں جواس کے دفاع کیلئے ضروری ہوتی ہےاوران دستاویزات کی بھی ایک فہرست داخل کرنی چاہیئے جن پر وہ محض انحصار کرر ہا ہوتا ہے۔

مدعاعلیہ عدالت کی طرف سے مقرر کی جانے والی مدت کے اندر اپنا جواب دعویٰ داخل کرے گا۔اگر عدالت جواب دعویٰ داخل کرانے کی تاریخ کا ذکر نہ کرے تو مدعی اسے پہلی سماعت کی تاریخ سے قبل داخل کراسکتا ہے۔یہ امر قابل ذکر ہے کہ جواب دعویٰ داخل کرانے کے لئے دی جانے والی مدت عام طور پر تیس یوم سے زیادہ نہیں ہوتی۔اگر مدعاعلیہ مقررہ مدت کے اندر اپنا تحریری بیان پیش کرنے میں ناکام رہے تو عدالت اس کا دفاع کا حق ختم کر دیتی ہےاوراس کے خلاف فیصلہ سنا دیتی ہے۔اسفیصلہ پرصرف اپیل کی جاسکتی ہےاوراسے یکطرفہ ڈکری کی طرح بالائے طاق نہیں رکھا جا سکتا۔

پہلی سماعت میں فریقین سے پوچھ گچھ

مدعاعلیہ کی جانب سےجواب دعویٰ داخل کرادینے کے بعدبعض مقدمات میں عدالت فریقین سے زبانی سوال جواب کے جائزہ کے ذریعے کارروائی نمٹاسکتی ہے۔پوچھ گچھ کو''فریقین کے بہتر بیانات''سمجھا جاتا ہے۔ان بہتر بیانات کا مقصد تنازعہ کے اصل نکات کوان کی حتمی صورت میں اخذ کرنا ہے۔اس جائزہ کے لئے پہلی سماعت کے موقع پرصرف عدالت کسی بھی فریق سے مواد سے متعلق سوالات پوچھتی ہے۔اس موقع پر کسی بھی دوسرے فریق کی طرف سےنہیں کی جاتی۔ پہلی سماعت کے موقع پرعدالت ہر پارٹی یااس کے وکیل کی جانب سےاس بات پراطمینان حاصل کرے گی کہ آیادعویٰ یاتحریری بیان میں لگائے جانے والے الزامات جیسا کہ ظاہرنہیں ہیں یا اپنے ضروری مضمرات کے لحاظ سےتسلیم کئے جاتے ہیں یامسترد کئے جاتے ہیں۔اگرکوئی بھی فریق یااس کا وکیل سماعت کی تاریخ پرکسی قانونی عذر کے بغیرعدالت کے روبروپیش ہونے میں ناکام رہے تو عدالت فیصلے کا اعلان کرسکتی ہےاوراس فریق کے خلاف حکم جاری کرسکتی ہے۔ ایسا کوئی حکم جاری ہونے پرقصوروارٹھہرنے والافریق صرف اس سے بڑی عدالت میں ہی اپیل دائرکرسکتا ہے۔

متنازعہ امور کا تعین

جواب دعویٰ داخل کرنے اور فریقین کے جائزہ کے ذریعے دونوں فریقین کی طرف سے دلائل دینے کے بعد متنازعہ امور کی باری آجاتی ہے یعنی فریقین کے درمیان متنازعہ نکات کا تعین کیا جاتا ہے۔اس سے مراد انصاف کی فراہمی میں معاونت کے لئے کی جانے والی جانچ پرکھ ہے۔ ان امور کا تعین مقدمے کی سماعت اور فیصلے پر اہم اثرات مرتب کرتا ہے کیونکہ یہ دلائل نہیں بلکہ مسائل ہی ہوتے ہیں جو متعلقہ شواہد کی ضرورت کا اشارہ دیتے ہیں۔

متنازعہ امور

متنازعہ امور اس وقت سامنے آتے ہیں جب حقائق یا قانون میں شامل مواد کی ایک فریق تصدیق کر دیتا ہے اور دوسرا اس کی تردید کرتا ہے۔ایسا مواد جس کی ایک فریق تصدیق اور دوسرا تردید کرتا ہے اسے کسی خاص مسئلے کے موضوع کی حیثیت حاصل ہو جاتی ہے۔متنازعہ امور وہ سوالات ہوتے ہیں جن کے جوابات فیصلے کے ذریعے حاصل کئے جاتے ہیں۔

متنازعہ امور دو طرح کے ہوتے ہیں:

حقائق سے متعلق امور

قانونی امور

متنازعہ امور کا تعین عدالت پہلی سماعت کے موقع پر دعویٰ اور تحریری بیان پڑھ کر سنانے کے بعد اور فریقین کے جائزہ کے بعد کرتی ہے جو تنازعہ کے اصل نکات کے تعین کے لئے ضروری ہو سکتے ہیں۔متنازعہ امور کے تعین کے لئے دیگر مواد میں درج ذیل باتیں شامل ہوتی ہیں:

الف) فریقین یا ان کی نمائندگی کرنے والے شخص یا ان کے وکلاء کی جانب سے حلفاً عائد کئے جانے والے الزامات

ب) تفتیش کے دوران دیئے جانے والے جوابات سے پیدا ہونے والے سوالات

ج) فریقین کی طرف سے پیش کی جانے والی دستاویزات میں شامل مواد

د) عدالت کی طرف سے جائزہ کے دوران فریقین یا ان کے نمائندوں کی طرف سے دیئے جانے والے بیانات

حکم جاری کرنے سے پہلے کسی بھی مرحلے پر عدالت کو ان امور میں ترمیم کرنے یا ان میں اضافی امور شامل کرنے یا کوئی امر خارج کرنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے، کیونکہ تنازعہ میں شامل اصل مسائل کے تعین کے لئے یہ انتہائی ضروری ہوتا ہے۔

متنازعہ امور کے تعین اور فریقین کے درمیان متنازعہ نکات کے واضح تعین کے بعد مقدمے کی سماعت کا مرحلہ سامنے آ جاتا ہے

ایشوز کی ثبوت کی ذمہ داری:

قانونی سوال پر درستگی کا ابتدائی تصور دونوں فریقین کے حق میں ہوتا ہے۔حقائق کے متعلقہ سوال پر یا قانون اور حقائق کے ملے جلے سوال پر ثبوت کی تمام تر ذمہ داری اس فریق پر عائد ہوتی ہے جو زیر بحث حقائق ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ مثال کے طور پر یہ ثابت کرنے کی ذمہ داری مدعی پر عائد ہوتی ہے کہ ہتک آمیز بیان سے اس کی ہتک عزت ہوئی ہے۔مدعی کو یہ ثابت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی کہ مبینہ ہتک آمیز بیان غلط ہے۔لیکن ہتک عزت کے مقدمات میں مدعاعلیہ کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مبینہ بیان حالانکہ وہ ہتک آمیز ہوتا ہے لیکن وہ سچ ہے۔

دستاویزات پیش کرنا' واپسی اور طلبی

ایسی تمام دستاویزات جن پر فریقین انحصار کرتے ہیں یعنی جن دستاویزات کو وہ اپنے مقدمات کی حمایت میں شواہد کے طور پر پیش کرتے ہیں انہیں ''پہلی سماعت'' کے موقع پر پیش کرنا لازم ہوتا ہے۔طلب کی جانے والی دستاویزات اوران دستاویزات میں فرق ہوتا ہے جن پر دعویٰ کی حمایت میں شہادت کے طور پر انحصار کیا جاتا ہے۔اول الذکر دستاویزات دعویٰ کے ساتھ پیش کرنا اور داخل کرنا لازم ہوتا ہے۔مدعی کو ان دستاویزات کی ایک فہرست بھی داخل کرنا ہوتی ہے جن پر وہ انحصار کرتا ہے۔

گواہوں کو سمن کا اجراء اوران کی حاضری

متنازعہ امور کے تعین کے بعد فریقین کو زیادہ سے زیادہ سات دن کے اندر عدالت میں گواہوں کی فہرست داخل کرانا ہوتی ہے۔گواہ کو گواہی دینے کے لئے یا دستاویزات پیش کرنے کے لئے طلب کیا جاسکتا ہے۔مقدمہ دائر ہونے کے بعد کسی بھی وقت فریقین درخواست کر کے گواہوں کی طلبی کے سمن حاصل کر سکتے ہیں لیکن سمن کیلئے درخواست اولین فرصت میں کر دینی چاہئے۔

جب سمن جاری کر دیئے جائیں اور گواہ دانستہ طور پر یا کسی قانونی عذر کے بغیر عدالت میں حاضر ہونے میں ناکام رہے تو عدالت اسی وقت یا اس کے بعد گواہ کی گرفتاری کے ضمانت کے ساتھ یا بلا ضمانت وارنٹ جاری کر سکتی ہے۔اس کے

علاوہ عدالت اس کی جائیداد کی قرقی کے احکامات بھی جاری کرسکتی ہے۔ گواہ پر حاضری سے گریز کی بناء پر جرمانہ بھی عائد کیا جاسکتا ہے۔ یہ اقدامات اس صورت میں کئے جاسکتے ہیں جب شہادت مقدمہ کیلئے بنیادی اہمیت کی حامل ہو۔

التواء

''خاطر خواہ سبب'' پیش کئے بغیر املتوی نہیں ہوسکتا۔ اس کے ساتھ ساتھ عدالت خاطر خواہ سبب کے موجود ہونے کی صورت میں کسی بھی التواء سے انکار نہیں کرسکتی۔ یاد رہے کہ مقدمے کا التواء مکمل طور پر ایک عدالت کا صوابدیدی معاملہ ہے۔ یہ عدالت کی مکمل صوابدید ہوتی ہے کہ وہ التواء پر اٹھنے والے اخراجات اس پارٹی سے وصول کرے جو اس التواء کا سبب ہو۔ ''اخراجات'' سے مراد اس دن کے اخراجات بشمول مخالف فریق کے وکیل کی معقول فیس ہوتی ہے۔

مقدمے کی سماعت

اس کے بعد مقدمے کے آخری اور حتمی مرحلہ یعنی مقدمے کی سماعت کی باری آجاتی ہے۔ عام اصول یہ ہے کہ جس فریق کو مبینہ حقائق ثابت کرنا ہوتے ہیں اسی کو مقدمہ شروع کرنا اور اسے آگے بڑھانا ہوتا ہے۔ اس فریق کی طرف سے اپنے شواہد پیش کرتے ہوئے مقدمہ کو آگے بڑھانے کے بعد دوسرا فریق اپنا مقدمہ بیان کرتا ہے اور اپنے شواہد پیش کرتا ہے اور پھر عدالت کو اپنے پورے مقدمے کے بارے میں آگاہ کرتا ہے۔ مقدمے کی ابتداء کرنے والا فریق اس کے بعد عام طور پر پورے مقدمے کا جواب دیتا ہے۔

گواہوں کے بیانات

مدعی کی طرف سے مقدمہ آگے بڑھانے کے بعد شواہد عدالت کے روبرو پیش کئے جائیں گے۔ گواہوں کے بیان لئے جائیں گے اور دستاویزات سامنے لائی جائیں گی۔ یہ بیان دو طرح کا ہوتا ہے یعنی براہ راست بیان یا Examination-in-chief اور جرح یعنی Cross-examination

براہ راست بیان یا Examination-in-chief یہ گواہ کو طلب کرنے والے فریق کیلئے گواہوں کا بیان ہے۔ اس بیان کا مقصد گواہ سے حقائق پر مبنی وہ تمام معلومات حاصل کرنا ہے جو اس کے علم میں ہوتی ہیں کیونکہ وہ مقدمے سے متعلقہ باتوں کی تصدیق کرسکتا ہے۔

جرح یا Cross-examination مخالف پارٹی یعنی گواہ کو طلب کرنے والے فریق کی مخالف پارٹی کی طرف سے گواہ کے بیان پر جرح ہوتی ہے۔ جرح کا مقصد بیان کی چھان بین کرنا ہے اور مقدمے کی سچائی کا تعین کرنا ہے۔

شواہد کا آغاز مدعی کے شواہد سے ہوتا ہے جس میں مدعی کے گواہوں اور اس کی طرف سے پیش کی جانے والی

دستاویزات پر جرح اور براہ راست بیان شامل ہے۔ مدعی کی شہادتوں کے بعد عدالت مدعی کے شواہد کو اس ضمن میں اس کے وکیل کے بیان پر بند کردے گی۔ دوبارہ جرح کا حق یعنی مدعی کی طرف سے مدعا علیہ کی شہادت پر دوبارہ جرح کا حق بدستور برقرار رہے گا۔

عدالت پھر دفاعی گواہوں کے بیانات کی طرف قدم بڑھائے گی۔ اس میں مدعا علیہ کے گواہ کا براہ راست بیان اور جرح شامل ہے۔ مدعا علیہ وہ اصل دستاویزات بھی پیش کرے گا جن پر وہ اپنے دفاع کیلئے انحصار کررہا ہوتا ہے۔ دفاعی شہادت اس ضمن میں دفاعی وکیل کے بیان کے ساتھ بند کردی جائے گی۔ اگر کوئی فریق اپنے دعویٰ کی حمایت میں شواہد پیش کرنے میں ناکام رہے تو عدالت مقدمے کو آگے بڑھانے کا فیصلہ کرسکتی ہے اور قصوروار فریق کے خلاف حکم جاری کرسکتی ہے۔

دلائل

فریقین کی جانب سے تمام شہادتیں پیش کرنے اور ان کا مقدمہ بند کرنے کے بعد ایک انتہائی اہم مرحلہ آجاتا ہے۔ اب دونوں فریقین کے وکلاء کو عدالت سے مخاطب ہونا ہوتا ہے۔ چونکہ مقدمہ کا آغاز مدعی نے کیا ہوتا ہے اس لئے پہلے مدعا علیہ اپنے دلائل پیش کرتا ہے اور مدعی کو جواب دینے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اگر مدعا علیہ نے کوئی شہادتیں پیش نہ کی ہوں تو مدعی پہلے دلائل دیتا ہے اور مدعا علیہ ان کا جواب دیتا ہے۔ دلائل کا مقصد حقائق اور شہادت میں سامنے لائے جانے والے حالات کو ایک ساتھ جمع کرنا اور مقدمے کی ایک مکمل تصویر پیش کرنا ہوتا ہے۔

فیصلہ اور حکم

سماعت کے بعد جج حکم جاری کرے گا اور کھلی عدالت میں اسی وقت یا آئندہ کسی تاریخ پر فیصلہ کا اعلان کرے گا جس کی اطلاع فریقین یا ان کے وکیل کو کردی جائے گی۔ جج اپنے پیشرو کے ذریعے فیصلہ کا اعلان تحریری طور پر بھی کرسکتا ہے۔ فیصلہ کے اعلان کے بعد اس پر تاریخ ڈالی جاتی ہے اور جج اس پر دستخط کرتا ہے جس کے بعد اس میں کوئی تبدیلی نہیں ہوسکتی اور اسے قانون میں دیئے گئے طریقہ کے مطابق محفوظ کرلیا جاتا ہے۔ جس شخص کے حق میں یہ حکم جاری کیا جاتا ہے اسے Decree-holder جبکہ جس شخص کے خلاف یہ حکم جاری کیا جاتا ہے اسے Judgement-debtor کہا جاتا ہے۔

حکم پر عملدرآمد

محض حکم جاری ہو جانے سے Decree-holder کو کوئی حقوق حاصل نہیں ہو جاتے اور Judgement-holder کسی قسم کے واجبات کا پابند نہیں ہو جاتا۔ واجبات کی پابندی کے لئے Decree-holder کو حکم پر عملدرآمد کے لئے درخواست دائر کرنا پڑتی ہے۔ یہ درخواست اس عدالت میں داخل کر لی جائے گی جس نے یہ حکم جاری کیا ہو یا اس عدالت میں داخل کی جائے گی جسے یہ حکم عملدرآمد کے لئے ارسال کیا گیا ہو۔ Decree-holder حکم پر عملدرآمد کے لئے زبانی طور پر بھی کہہ سکتا ہے کیونکہ ہتک عزت کے بیشتر مقدمات میں یہ حکم عدالت کو رقم کی ادائیگی سے متعلق ہوتا ہے۔

درخواست کے جواب میں عدالت Judgement-debtor کو حکم دے گی کہ وہ یا تو معافی شائع کرے یا غلط بیان کی تصحیح شائع کرے (جو کچھ بھی حکم میں کہا گیا ہو)۔ اگر ڈگری رقم کی ادائیگی سے متعلق ہو تو عدالت Judgement-debtor کو حکم کے مطابق رقم مقررہ تاریخ پر ادا کرنے کا حکم دے گی۔ اگر Judgment-debtor مذکورہ رقم مقررہ تاریخ پر ادا کرنے میں ناکام رہے تو عدالت اس کی جائیداد اقرق کر سکتی ہے اور اس کے بینک اکاؤنٹ منجمد کر سکتی ہے۔ عدالت حکم میں دی گئی رقم کو پورا کرنے کے لئے قرق شدہ جائیداد کی فروخت کا حکم دے سکتی ہے۔ اگر Judgment-debtor کی ایسی کوئی جائیداد نہ ہو اور منجمد کرنے کے لئے کوئی اکاؤنٹ نہ ہو تو عدالت اسے 'کنگال' قرار دے سکتی ہے۔ حکم کے مطابق رقم کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں عدالت اسے 'دیوانی جیل' میں بھی بھیج سکتی ہے۔ Decree-holder دیوانی جیل کے اخراجات کی ادائیگی کا پابند ہوتا ہے۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اگر Judgment-debtor سماعت کرنے والی عدالت کے فیصلہ کے خلاف اپیل دائر کرتا ہے تو حکم پر عمل درآمد اپیلٹ کورٹ کے حتمی فیصلہ تک روک دیا جائے گا۔

اپیل

ڈسٹرکٹ جج جس شخص کے خلاف فیصلہ دیتا ہے اسے اس فیصلہ کی منظوری کے تیس دن کے اندر ہائیکورٹ میں اپیل کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ عدالت کے عارضی احکامات کے خلاف اپیل نہیں کی جا سکتی۔

تیسرا باب:

ہتک عزت کے الزامات کا دفاع

میڈیا ایک چوکیدار (واچ ڈاگ) کے طور پر کام کرتا ہے۔ یہ سچائی کو بیان کرتے ہوئے عوامی مفاد کا تحفظ کرتا ہے۔ پیشہ وارانہ صحافت کے ذریعے حقائق کو مسلمہ حیثیت دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ میڈیا میں اپنی حدود کو آزمانے کا رجحان بھی پایا جاتا ہے۔ پاکستانی قوانین کے تحت کسی شخص یا فریق کی ہتک عزت پر میڈیا سے وابستہ افراد کے خلاف دیوانی یا فوجداری کارروائی کا آغاز ہوسکتا ہے۔ ایسی صورتحال میں فوجداری یا دیوانی مقدمات میں مدعا علیہ یہ ظاہر کر کے شکایت یا دعویٰ کو غلط ثابت کر سکتا ہے کہ شکایت کنندہ یا مدعی نے ہتک آمیز بیان اور اس کی اشاعت کو تسلی بخش طریقے سے ثابت نہیں کیا۔ لیکن اگر یہ تصور کیا جائے کہ مدعی نے شک امیز بیان کی اشاعت کو ثابت کر دیا ہے تو پھر ملزم یا مدعا علیہ اپنے دفاع میں دوسرے دلائل بھی پیش کر سکتا ہے۔ یہ دلائل پھر ہتک عزت کے الزامات کے خلاف دفاع کہلاتے ہیں۔ ذیل کی سطور میں ہم دفاع کی ان صورتوں کا تفصیلی جائزہ لیں گے۔

آزادی اظہار

ہتک عزت کے الزامات کا اولین اور اہم ترین دفاع آزادی اظہار کا حق ہے جس کی آئین ضمانت دیتا ہے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے آئین کا آرٹیکل 19 پریس اور اظہار کی آزادی سے متعلق ہے۔ آئین کی اس دفع کے مطابق پاکستان میں آزادی اظہار ایک حقیقی اور غیر مسلمہ حق نہیں ہے۔ درحقیقت یہ مختلف پابندیوں سے مشروط ہے جن میں اسلام کی عظمت، پاکستان کی سلامتی، دوسری ریاستوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات، عوامی نظم وضبط، شائستگی یا اخلاقیات یا توہین عدالت کے حوالے سے ہتک عزت یا جرم کے ارتکاب کی ترغیب شامل ہیں۔ اگرچہ آزادی اظہار کا حق خاصا محدود ہے لیکن صحافی یا میڈیا ہتک عزت کے الزامات میں اسے اپنے دفاع کے لئے استعمال کر سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر یہ دعویٰ کیا جاسکتا ہے کہ مبینہ ہتک امیز بیان میں جو کچھ کہا گیا ہے وہ اس نے اپنا آزادی اظہار رائے کا حق استعمال کرتے ہوئے کہا ہے۔

سچائی یا جواز

ہتک عزت کے خلاف انتہائی اہم دفاع یہ ثابت کرنا ہے کہ شائع کیا گیا بیان سچ ہے۔ سچ کو ہمیشہ حقیقی دفاع کی حیثیت

حاصل ہوتی ہے۔صحافی یا لکھاری یہ ثابت کرسکتا ہے کہ جو کچھ بھی اس نے لکھا ہے یا کہا ہے وہ ایک مسلمہ حقیقت ہے۔ اس کا اطلاق صرف ان بیانات پر ہوتا ہے جن میں حقائق ہوں نہ کہ ان پر جن میں رائے دی گئی ہو۔لیکن اس کا ایک منفی پہلو بھی ہے۔ کیونکہ اگر یہ ثابت ہو تو صحافی کو پہنچنے والے نقصان میں اضافہ بھی ہوسکتا ہے اور شکایت کنندہ کو پہنچنے والا نقصان بھی بڑھ سکتا ہے۔اگر مدعا علیہ صرف یہی دفاع اختیار کرے اور اسے ثابت کرنے میں ناکام رہے تو صورتحال سنگین شکل بھی اختیار کرسکتی ہے۔اس صورتحال سے بچنے کے لئے مدعا علیہ کیلئے لازم ہوتا ہے کہ وہ اپنے دفاع کے لئے ایک سے زیادہ صورتیں تلاش کرے۔

صحافی کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ وہ ہر قسم کے تہمت آمیز امکان مثلاً استخراج اور طنز وغیرہ سے نمٹنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔ محض یہ دعویٰ کر دینے سے بات نہیں بنتی کہ کوئی بیان سچا ہے۔اگر بیان میں سے کوئی زیادہ بڑی بات اخذ کی جاسکتی ہو تو یہ ثابت کر دینا بھی کافی نہیں ہوتا کہ بیان واقعی سچا ہے۔حتیٰ کہ اگر لفظ بھی سچ ہوں تو ان کے مضمرات غلط بھی ہو سکتے ہیں۔مثال کے طور پر فرض کریں کہ ایک اخبار نے ایک آرٹیکل شائع کر دیا جس میں ایک تاجر پر یہ الزام لگایا گیا کہ وہ جو اشیاء بیچ رہا ہے ان کے فروخت کرنے کی تاریخ کہیں پہلے گزر چکی ہے۔اخبار اس الزام کے بارے میں یہ بھی ثابت کر دیتا ہے کہ یہ درست ہے۔لیکن عدالت قرار دیتی ہے کہ یہ الزام ہتک آمیز ہے کیونکہ اس سے یہ مطلب نکلتا ہے کہ تاجر جان بوجھ کر ایسی اشیاء بیچ رہا ہے جو انسانی استعمال کے لئے غیر موزوں ہیں۔صحافی کو اب ان تمام سوالات کا سامنا کرنا ہوگا اور یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اس کا بیان واقعی سچا ہے جس کے لئے اسے عدالت میں متعلقہ دستاویزات یا شہادت پیش کرنا ہوگی۔

غیر جانبدارانہ تبصرہ

اس سے مراد نیک نیتی کے ساتھ شائع کی جانے والی صحافیانہ رائے ہے۔ یہ ضروری نہیں ہوتا کہ اس میں حقائق کا تذکرہ کیا جائے۔تبصرہ کے حوالے سے صحافی ہمیشہ یہ ثابت کرسکتا ہے کہ اس کا بیان غیر جانبدارانہ اور عوامی مفاد میں ہے۔کسی رائے میں ہتک آمیز الفاظ شامل ہونے کی صورت میں غیر جانبدارانہ تبصرہ کے دفاع کا راستہ مدعا علیہ کے لئے کھلا ہوتا ہے۔ مدعا علیہ کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ اس میں دیئے گئے حقائق سچ ہیں اور شائع کیا گیا تبصرہ ایسا ہے جو کوئی بھی غیر جانبدارانہ سوچ کا حامل شخص کرسکتا ہے' یہ تبصرہ دیانتدارانہ رائے کا اظہار ہے اور ہر قسم کی عداوت سے پاک ہونا چاہئے۔غیر جانبدارانہ تبصرے میں بڑی حد تک ایسی رائے شامل ہوتی ہے جو اپنی نوعیت کے اعتبار سے غلط یا درست نہیں ہوسکتی۔اس دفاع کو مضبوط کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ کی آراء

☆ حقائق پر مبنی ہوں

☆ نیک نیتی کے ساتھ دی گئی ہوں

☆ عوامی مفاد میں ہوں

☆ کسی عداوت کے بغیر شائع کی گئی ہوں

شہریوں کو ہتک عزت کے کسی دعویٰ کے خوف کے بغیر عوامی مفاد کے امور پر ''غیر جانبدارانہ تبصرہ'' کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔ اس کی ایک عمدہ مثال عوامی مسائل پر ایڈیٹر کے نام خط ہے۔ ایسے خطوط / تاثرات لکھنے والا اس شخص کے بارے میں مفروضہ بھی قائم کرسکتا ہے جس کی کسی حرکت پر تنقید کی جا رہی ہو بشرطیکہ صورتحال کے پیش نظر ان مقاصد کا الزام معقول ہو۔ کسی پر تنقید کا اصول یہ ہے کہ غیر جانبدارانہ تبصرہ حقائق پر مبنی دیانتدارانہ رائے کی عکاسی کرتا ہو اور اس میں کوئی عداوت شامل نہ ہو۔ تبصرہ اس صورت میں غیر جانبدارانہ نہیں ہوسکتا جب یہ کسی ایسی چیز سے متعلق ہو جو مدعا علیہ کی دریافت یا مسخ کی ہوئی ہو اور تبصرے کی بنیاد کے طور پر جن مبینہ حقائق پر انحصار کیا جا رہا ہو وہ غلط ثابت ہوں۔ ایسی صورت میں غیر جانبدارانہ تبصرے کی دلیل مدعا علیہ کے کسی کام نہیں آتی خواہ اس کا اظہار دیانتدارانہ نقطہ نظر سے ہی کیوں نہ کیا گیا ہو۔

استحقاق

اگلا دفاع یہ ہے کہ شکایت سے متعلق مدعا علیہ کے پاس استحقاق ہو کہ وہ بیان دے سکے۔ استحقاق' ایک ایسا دفاع ہے جہاں قانون اس بات کو تسلیم کرتا ہے کہ فرد کسی مقدمے کے خوف کے بغیر اپنے دل کی بات کہہ دینے کیلئے (اور دوسروں کو اس کی خبر دینے کے لئے) آزاد ہونا چاہئے خواہ وہ حقائق کو غلط طور پر بھی سمجھ رہے ہوں۔ یہ لوگوں کو عدالتی کارروائی میں آزادنہ بات کرنے اور پارلیمنٹ میں بحث کرنے کی اجازت دیتا ہے اور اس حد تک ایسی کارروائیوں کی رپورٹنگ کی اجازت دیتا ہے جہاں تک یہ غیر جانبدارانہ اور درست ہوں۔ ایسی رعایتیں یا تو مکمل ہوسکتی ہیں یا پھر مشروط۔ اگر آپ یہ ثابت کردیں کہ یہ بیان دینے کا استحقاق رکھتے ہیں کیونکہ یہ مکمل یا مشروط استحقاق کے زمرے میں آتا ہے تو آپ ہتک عزت کی زد میں نہیں آسکتے۔

(i) مکمل استحقاق

مکمل استحقاق ان صورتوں کا احاطہ کرتا ہے جن میں ابلاغ کی مکمل آزادی ہوتی ہے اور ہتک عزت پر کارروائی کے لئے

بالکل غور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بیانات اپنے مقاصد سے قطع نظر ہتک عزت کے الزامات کا باعث نہیں بنتے۔ صحافی کو بھی اس صورت میں مکمل تحفظ حاصل ہوتا ہے جب متعلقہ بیان ایسا ہو کہ جسے شائع کرنے کا حکومت نے حکم دیا ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ اگر صحافی اس بیان کو مثال کے طور پر اخبار میں یا ریڈیو کی نشریات میں دوبارہ شائع کرتا ہے تو صحافی ہتک عزت کی زد میں نہیں آئے گا۔ بیان اس صورت میں مکمل استحقاق کا حامل ہوتا ہے جب یہ عدالتی اور پارلیمانی کارروائی کی اشاعت سے متعلق ہو۔ حقیقی رعایت کا اطلاق قانونی کارروائیوں میں ججوں، وکیلوں اور گواہوں پر، ارکان پارلیمنٹ کے لئے پارلیمنٹ میں کہی گئی ان کی باتوں پر اور ایسے بیانات پر ہوتا ہے جو مختلف افسران اپنے دفتری فرائض کی انجام دہی کے دوران ''ریاستی امور'' کو نمٹاتے ہوئے دیتے ہیں۔

(ii) مشروط استحقاق

مشروط استحقاق اس صورت میں ملتا ہے جہاں بیان دینے والے شخص کا یہ فرض ہو اور ان معلومات کی فراہمی اسی قدر مفاد عامہ کی حامل ہو۔ پارلیمانی یا عدالتی کارروائی جس میں عوام شرکت کر سکتے ہوں اور عوامی شکایات کے ازالہ کے لئے موزوں حکام کے سامنے دیئے جانے والے بیانات کی غیر جانبدارانہ اور ٹھیک ٹھیک اشاعت کو مشروط استحقاق کا تحفظ حاصل ہوتا ہے۔ تاہم یہ استحقاق مبینہ ہتک آمیز بیان دینے والے شخص کا صرف اس صورت میں تحفظ کرتا ہے جب بیان دیانتداری کے ساتھ اور کسی عداوت کے بغیر دیا گیا ہو۔ اس سے مراد یہ ہے کہ حقیقی رعایت کے برعکس یہ دفاع اس صورت میں آپ کا تحفظ نہیں کرے گا جب آپ نے کوئی کام مدعی کے حوالے سے عداوت اور بدنیتی کے ساتھ کیا ہوگا۔ عدالتی کارروائیوں کی رپورٹیں، عوامی اداروں کے اجلاسوں میں دیئے جانے والے بیانات اور جرائم کی تفتیش کا عمل ایسی مثالیں ہیں جہاں اہل رعایت ملتی ہے۔ اس دفاع سے فائدہ اٹھانے کے لئے مصنف یا ناشر کو کسی عداوت کے بغیر کام کرنا چاہئے۔

نجی گفتگو

مدعا علیہ اگر یہ ظاہر کر دے کہ شکایت میں مذکور معاملہ نجی گفتگو سے متعلق ہے تو یہ بھی دفاع کا کام دیتا ہے۔ رعایت یافتہ ابلاغ میں وکیل اور کلائنٹ کے درمیان گفتگو اور قانونی تعلقات کے حامل افراد کے درمیان گفتگو شامل ہیں۔

اجازت کے ساتھ دیا گیا بیان

عام طور پر اس بات کو قبول کیا جاتا ہے کہ انٹرویو کے دوران یا سرکاری حیثیت میں جو کچھ بھی صحافیوں کو بتایا جاتا ہے وہ اسے شائع کر سکتے ہیں تاوقتیکہ واضح طور پر اس کے برعکس کچھ نہ کہا جائے۔ مثال کے طور پر کوئی شخص انٹرویو کے دوران یا کوئی سرکاری بیان دیتے ہوئے یہ خواہش رکھتا ہو کہ اس کا نام شائع نہ کیا جائے تو اسے واضح طور پر اس بات کا ذکر کرنا چاہئے۔ صحافت میں اسے ''آف دی ریکارڈ'' کا نام دیا جاتا ہے۔ اگر بیان کے ساتھ ایسی کوئی پابندی نہ لگائی گئی ہو تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ صحافی یا لکھاری کو ہر بات شائع کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ اس دفاع کا فائدہ اٹھانے کے لئے صحافی کو یہ ثابت کرنا ہوگا کہ مبینہ طور پر ہتک عزت کا شکار ہونے والے شخص نے اسے ''آف دی ریکارڈ'' قرار دینے سے متعلق کوئی بات نہیں کی۔

معذرت

صحافی اپنے بیان کے ذریعے مبینہ طور پر ہتک عزت کا شکار ہونے والے شخص کو معذرت پیش کر سکتا ہے۔ صحافی کو یہ دفاع صرف اسی صورت میں اختیار کرنا چاہئے جب یہ ظاہر ہو کہ بیان یا رائے سچ نہ تھی اور دوسرے فریق کے لئے سنگین نقصان کا باعث بنی ہے۔ یہ کام صحافی کو ہتک عزت کا قانونی نوٹس دینے کے مرحلہ میں کرنا چاہئے۔ صحافی کو چاہئے کہ وہ اس ضمن میں مبینہ طور پر ہتک عزت کا شکار ہونے والے شخص کو براہ راست تحریری طور پر مطلع کرے۔ صحافی کو آئندہ کے حوالے کے لئے اس اطلاع کا ریکارڈ رکھنا چاہئے۔ مبینہ طور پر ہتک عزت کا شکار ہونے والے شخص کو اس صورت میں صحافی کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ دائر کرنے کا کوئی حق حاصل نہیں ہوتا جب وہ معذرت قبول کر چکا ہو۔ اگر وہ اس کی پیشکش مسترد کر دے اور عدالت میں جانے کا فیصلہ کر لے تو صحافی دوبارہ قانونی عدالت کے روبرو معذرت پیش کر سکتا ہے۔ دوسری جانب ہتک عزت کا قصوروار پائے جانے کی صورت میں عدالت صحافی کو ہتک عزت کا شکار ہونے والے شخص سے معذرت کرنے کا حکم دے سکتی ہے۔

تصحیح کی اشاعت

صحافیوں کو چاہئے کہ وہ اپنی تحریروں میں صحیح حقائق لکھنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔ نادانستہ یا غلطی سے غلط بیان یا غلط حقائق شائع ہونے کی صورت میں متعلقہ شخص کی طرف سے اطلاع موصول ہونے پر صحافی کی یہ ذمہ داری ہو جاتی ہے کہ وہ بیان کی تصحیح شائع کرے۔ تصحیح کی اشاعت اسی طرح کی جانی چاہئے جس طرح غلط بیان یا غلط حقائق اصل میں

شائع کیئے گئے تھے۔ اگر ہتک عزت کا شکار شخص اس تصحیح کو مسترد کر دے اور عدالت میں جانے کا فیصلہ کر لے تو صحافی یہ دلیل دے سکتا ہے کہ اس نے تصحیح شائع کرنے کی پیشکش کی تھی۔ یہ دفاعی موقف اختیار کرنے کیلئے مقدمہ دائر ہونے سے قبل صحافی کے پاس اس پیشکش اور اس کے مسترد ہونے کی اطلاع تحریری صورت میں موجود ہونی چاہیئے۔ عدالت بھی صحافی کو تصحیح شائع کرنے کا حکم دے سکتی ہے۔

چوتھا باب:

سزائیں

اگر عدالت میں یہ ثابت ہو جائے کہ کسی صحافی یا لکھاری نے ہتک عزت کے قوانین کی خلاف ورزی کی ہے تو اسے قانون کے مطابق مختلف سزاؤں کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔ پاکستان میں فوجداری اور دیوانی دونوں طرح کے قوانین کے تحت ہتک عزت پر مختلف سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ پاکستان پینل کوڈ (XLV 1860) کی دفعات 500، 501 اور 502 میں ہتک عزت یعنی ایسا کوئی مواد شائع کرنے یا شامل کرنے اور ہتک آمیز مواد پر مشتمل کوئی طبع شدہ چیز فروخت کرنے پر فوجداری سزا کا تعین کیا گیا ہے۔ دیوانی قانون کے تحت تلافی نقصان اور سزاؤں کا تعین ہتک عزت کے آرڈیننس (LVI of 2002) میں کیا گیا ہے۔ تلافی نقصان کے علاوہ ہتک عزت آرڈیننس میں فوجداری سزا یعنی قید کا بھی سامان کیا گیا ہے۔

فوجداری سزائیں

اگر صحافی کے خلاف شکایت کے نتیجے میں سماعت ہو چکی ہے اور وہ فوجداری قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب پایا گیا ہے تو عدالت ایسے شخص کو مختلف سزائیں دے سکتی ہے۔

قید یا جرمانہ

عدالت ہتک عزت کے مرتکب شخص کو قید کی سزا دے سکتی ہے جو دو سال کے عرصہ تک ہو سکتی ہے۔ عدالت اس شخص پر جرمانہ بھی عائد کر سکتی ہے۔ قانون جرمانے کی کوئی حد متعین نہیں کرتا اور یہ تجویز کرنا عدالت کا کام ہوتا ہے۔ عدالت بیک قید اور جرمانہ دونوں سزائیں بھی عائد کر سکتی ہے۔ اگر عدالت کسی صحافی پر صرف جرمانہ عائد کرتی ہے اور وہ اس کی ادائیگی نہیں کرتا تو عدالت اسے قید کی سزا بھی دے سکتی ہے جو چھ ماہ تک ہو سکتی ہے۔ اس قید کو "نادہندگی پر قید" کا نام دیا جاتا ہے۔

تلافی نقصان/سزائیں

دیوانی ازالہ اور سزائیں ہتک عزت کے آرڈیننس 2002 میں دی گئی ہیں۔ اگر معاملہ دیوانی مقدمے کا ہو تو عدالت درج ذیل میں سے کوئی ایک یا تمام یا ان میں سے کچھ سزائیں سنا سکتی ہے:

معافی

اگر صحافی ہتک عزت کے قانون کی خلاف ورزی کا مرتکب پایا جائے اور مدعی کو پہنچنے والے نقصان کی نوعیت بہت زیادہ

شدید نہ ہوتو عدالت صحافی کو معافی مانگنے کا حکم دے سکتی ہے۔عدالت اپنے فیصلہ میں معافی مانگنے کے طریق کار کا تعین کر سکتی ہے۔

سچ کی اشاعت

اگر مبینہ ہتک آمیز بیان غلط ثابت ہوجائے تو عدالت صحافی کو اس کی تصحیح شائع کرنے کا حکم جاری کرے گی یعنی خبر کی تصحیح اسی انداز میں شائع کی جائے جس میں ہتک آمیز بیان شائع کیا گیا تھا۔

مالی جرمانہ

عدالت مدعا علیہ کو یہ حکم بھی دے سکتی ہے کہ وہ نقصان کی تلافی کے طور پر مدعی کو کم از کم پچاس ہزار روپے تک معاوضہ ادا کرے اگر:

i۔ ہتک آمیز بیان حقائق کے اعتبار سے غلط ثابت ہوجائے

ii۔ اس سے مدعی کو سنگین نوعیت کا نقصان پہنچا ہو

iii۔ مدعا علیہ چوتھے باب میں دیئے گئے دفاع کے طریقوں سے فائدہ نہ اٹھا سکا ہو

مدعی کو معاوضہ کی ادائیگی کا مقصد اس کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی کرنا ہوتی ہے۔ یہ سزا عائد کرتے ہوئے عدالت مختلف حقائق کو زیر غور لائے گی جن میں مدعی کی شخصیت' اسے پہنچنے والے نقصان کی سنگینی، بیان کی نوعیت اور مدعا علیہ کا سابقہ کردار شامل ہیں۔

قید

اگر ہتک آمیز بیان سے مدعا علیہ کو شدید نوعیت کا نقصان پہنچا ہو تو عدالت قید کی سزا بھی عائد کر سکتی ہے۔صحافی کو تین ماہ تک کے عرصہ تک قید کیا جا سکتا ہے۔اس کے علاوہ عدالت کسی دوسرے ''خاص معاوضہ'' کی ادائیگی کا حکم بھی دے سکتی ہے جو وہ مناسب سمجھے۔''خاص معاوضہ'' سے متعلق ہتک عزت آرڈیننس کی دفعہ میں صحافی کو دی جانے والی سزا کی نوعیت کا تعین عدالت پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

پانچواں باب:

توہین عدالت کا قانون

توہین عدالت کا تصور قبل از تقسیم ہند کے دنوں سے چلا آرہا ہے جسے پاکستان کی قانون ساز اسمبلیوں اور حکومتوں نے دستوری شکل دی۔ پاکستان کے 1973 کے آئین نے اسے بھی ایک جرم کی حیثیت دے دی۔ اس کی انتہائی جامع دستوری شکل 1976 ایکٹ کی صورت میں سامنے آئی جسے اب حالیہ توہین عدالت آرڈیننس 2003 کے تحت منسوخ کر دیا گیا ہے۔

صحافی کے لئے قانون کو سمجھنا لازم ہے۔ توہین عدالت کو عدالتوں کی توہین کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ توہین کے نئے قانون میں ججوں کو ایسی صورتوں میں ہتک عزت کا مقدمہ دائر کرنے کا اختیار دیا گیا ہے جن میں وہ توہین کے الزامات پر کارروائی نہیں کر سکتے۔

حکومت نے توہین عدالت کا قانون دسمبر 2003 میں ایک صدارتی آرڈیننس کے ذریعے متعارف کرایا۔ پہلے آرڈیننس کے چار ماہ کی لازمی مدت کے بعد غیر موثر ہونے پر یہ آرڈیننس 9 نومبر 2003 کو عمل میں آیا۔

توہین عدالت کا قانون عدلیہ کے نظام کے تقدس کو برقرار رکھنے کے لئے متعارف کرایا گیا جو تنازعات کو قانون میں دیئے گئے طریق کار کے مطابق حل کرنے کی ذمہ دار ہے۔ ہتک عزت کے قانون کا اطلاق تمام شہریوں پر مساویانہ ہوتا ہے۔ البتہ میڈیا کو عام آدمی کے مقابلے میں اس سے زیادہ خطرہ ہوتا ہے۔

توہین عدالت کیا ہے؟

''جو کوئی عدالت کی ان ہدایات یا کارروائی کی نافرمانی یا صرف نظر کرتا ہے جس پر عملدرآمد کا وہ پابند ہوتا ہے' یا عدالت میں دیئے گئے کسی موثر اقرار نامے سے جان بوجھ کر انحراف کرتا ہے' یا کوئی ایسا کام کرتا ہے جس کا مقصد عدالت یا قانونی انتظامیہ کی اتھارٹی کی توہین یا اسے بدنام کرنا ہو یا ایسا ہونے کا احتمال ہو' یا قانونی کارروائی یا کسی عدالتی کارروائی میں مداخلت کرے یا رکاوٹ ڈالے یا اس پر اثر انداز ہو' یا کسی عدالت کی اختیار کو کم کرے' یا کسی جج کو اس کے عہدے کے سکینڈل میں ملوث کرے' یا عدالتی نظم و ضبط میں کوئی گڑ بڑ پیدا کرے وہ ''توہین عدالت'' کا مرتکب ٹھہرتا ہے"

---۔ توہین عدالت آرڈیننس 2003 (غیر سرکاری ترجمہ)

توہین عدالت کی مذکورہ بالا تعریف کے مطابق یہ جرم درج ذیل حالات میں قابل گرفت ہوتا ہے:

☆ عدالتی حکم کی نافرمانی یا صرف نظر

- ☆ عدالتی کارروائی یا ہدایات کی نافرمانی یا صرف نظر
- ☆ جان بوجھ کر اقرارنامے سے انحراف
- ☆ بدنامی یا توہین کا باعث بننا
- ☆ عدالتی کارروائی میں مخل ہونا یا اثر انداز ہونا
- ☆ جج کو سکینڈل میں ملوث کرنا
- ☆ عدالتی نظم وضبط میں گڑبڑ پیدا کرنا

توہین عدالت کے حالیہ قانون کے مطابق مذکورہ بالا صورتوں میں متعدد الزامات عائد کئے جاسکتے ہیں جو درج ذیل ہیں:

- ☆ دیوانی توہین
- ☆ فوجداری توہین
- ☆ عدالتی توہین

دیوانی توہین:

دیوانی توہین سے مراد کسی بھی نوعیت کے عدالتی احکامات یا ہدایات کی نافرمانی ہے۔عدالتی حکم عام طور پر فیصلے کی صورت میں آتا ہے۔اگر ہارنے والا فریق عدالتی احکامات کی پیروی نہ کرے تو جیتنے والا فریق عدالت کو آگاہ کرسکتا ہے کہ اس کے احکامات کی تعمیل نہیں کی گئی یا ان پر عمل درآمد نہیں کیا گیا۔اس کے جواب میں عدالت توہین عدالت کی کارروائی کا آغاز کرسکتی ہے۔حتیٰ کہ حتمی فیصلہ آنے سے قبل عدالت حکومت یا متعلقہ فریقین کو ایک عبوری حکم یا ہدایت جاری کرسکتی ہے۔عبوری حکم یا ہدایت پر اس کے تمام تر مواد اور روح کے مطابق عمل درآمد اور نفاذ ضروری ہوتا ہے۔

عدالت صحافیوں کو یہ حکم دے سکتی ہے کہ آیا وہ کسی شخص کے خلاف الزامات پر مشتمل خبریں شائع کریں یا وہ حتمی فیصلہ کو ملتوی کرتے ہوئے مقدمے کے بارے میں حکم جاری کرسکتی ہے۔اس میں عدالتی کارروائی کا کوئی بھی حصہ شامل ہوتا ہے۔عدالت اخبار یا اشاعتی ادارے کو تحریری یا زبانی صورت میں مخصوص خبریں شائع کرنے سے روک سکتی ہے۔ایسی ہدایات کو "gag order" یا زباں بندی کا نام دیا جاتا ہے۔ایسی صورت میں عدالت کا یہ خیال ہوتا ہے کہ خبر شائع ہونے کی صورت میں یا تو فریق کے قانونی مفادات کو نقصان پہنچے گا یا قانونی کارروائی یا عدالت میں زیر التواء معاملہ متاثر ہوگا۔قانون کے تحت صحافیوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ عدالت کے احترام کا مظاہرہ کریں مبادا وہ دیوانی توہین کے مرتکب نہ ٹھہریں۔

اسی طرح عدالت صحافی کو کسی خاص رپورٹ کے حوالے سے اپنا معلومات کا ذریعہ افشاء کرنے کا حکم بھی دے سکتی ہے۔

بین الاقوامی مثالوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ صحافیوں نے اکثر ایسے عدالتی احکامات کی تعمیل سے انکار کر دیا ہے خواہ انہیں عدالتی الزامات کی توہین پر چند مہینے پابند سلاسل بھی رہنا پڑا۔ بعض صورتوں میں اداروں نے آگے بڑھ کر کچھ مواد مثلاً کسی خاص فساد یا پرتشدد مظاہرے کی وڈیو فراہم کی۔ اس ضمن میں پاکستان کی صورتحال کی خاصیت یہ ہے کہ تا حال یہاں ریاست کے زیر انتظام ٹیلی ویژن یا ریڈیو سٹیشن کام کر رہے ہیں۔ نیا پرائیویٹ میڈیا مختلف پالیسی بھی اختیار کر سکتا ہے۔ عدالت کسی بھی شخص، طابع یا حکومت کے خلاف رٹ (دائرہ اختیار میں رہتے ہوئے جاری کئے جانے والے احکامات) جاری کر سکتی ہے۔ ان ہدایات یا احکامات پر قانون کے تحت عمل درآمد کیا جاتا ہے۔ اسی طرح صحافی اپنے حقوق کے تحفظ کے لئے بھی عدالتوں کی توہین کے دائرہ اختیار کا معاملہ اٹھا سکتا ہے۔ مثال کے طور پر اگر کسی ایسے حکم پر عمل درآمد نہ کیا جا رہا ہو جس سے صحافی یا اخبار کو فائدہ پہنچتا ہو تو توہین کے قوانین کے تحت ایسے شخص یا ادارے کے خلاف عدالت سے درخواست کی جا سکتی ہے کہ وہ اپنے اختیارات استعمال کرے جو ان احکامات کی خلاف ورزی کر رہا ہو۔

صحافی کیلئے لازم ہے کہ وہ سچائی پر مبنی بیان دے یا ایسا وعدہ کرے جسے وہ یقینی طور پر پورا کر سکتا ہو۔ غلط بیان دینے پر یا اپنے وعدے پورے نہ کرنے پر بھی وہ توہین عدالت کا مرتکب ٹھہرے گا۔ عدالتی احکامات کی طرح عدالتی کارروائی کا احترام بھی ضروری ہوتا ہے۔ عدالتی کارروائی سے مراد ایسا کوئی بھی اقدام جو عدالتی حکام سماعت کے دوران اٹھائیں مثلاً سمن جاری کرنا۔

عدالتی سمن وصول کرنے سے انکار یا انہیں وصول کرنے کے بعد عدالت میں پیش نہ ہونا بھی توہین عدالت کی کارروائی کا باعث بن سکتا ہے۔

دیوانی توہین عدالت کے خلاف کارروائی

عدالت از خود دیوانی توہین کی کارروائی کا آغاز کر سکتی ہے۔ تاہم جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے عدالتی احکامات پر عملدرآمد نہ ہونے سے متاثر ہونے والا کوئی فریق درخواست کے ذریعے عدالت کو مطلع کر سکتا ہے کہ اس کے احکامات پر عملدرآمد سے گریز کیا جا رہا ہے۔

فوجداری توہین

فوجداری توہین میں ایسے طبعی اقدامات شامل ہیں جن سے کسی جج کی اس کے سامنے توہین یا تحقیر ہوتی ہو۔ اس میں

ایسے افعال شامل ہیں جو انصاف کی فراہمی میں رکاوٹ کا باعث بن سکتے ہوں مثلاً جسمانی طور پر عدالتی احکامات پر عملدرآمد میں مزاحم ہونا۔ حتیٰ کہ انصاف کی فراہمی میں رکاوٹ کے ارادے سے کیا جانے والا کوئی فعل بھی توہین عدالت کا باعث بن سکتا ہے۔ صحافی اور عام شہری دونوں ہی اس قسم کی توہین کے خطرے سے دوچار ہوتے ہیں۔ قانون کے مطابق اگر کوئی صحافی یا شہری درج ذیل میں سے کوئی اقدام کرتا ہے تو وہ فوجداری توہین کے زمرے میں آئے گا:

1۔ گواہ یا متوقع گواہ کو ڈرا دھمکا کر یا کوئی نامناسب ترغیب دے کر اس پر اثر انداز ہونے کی کوشش کرنا کہ وہ کسی قانونی کارروائی میں گواہی نہ دے یا سچ بات نہ بتائے۔

2۔ جج کو کوئی نامناسب ترغیب دے یا اسے دھمکانے کی کوشش کرے کہ وہ کسی قانونی کارروائی میں اس کے حق میں فیصلہ دے۔

3۔ انصاف کے عمل کا رخ بدلنے کی نیت کے ساتھ کوئی بھی دوسرا اقدام کرے۔

گواہ پر اثر انداز ہونے سے مراد یہ ہے کہ صحافی کو کسی بھی مقدمے میں گواہوں سے رابطہ کرتے ہوئے احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ مثال کے طور پر ہتک عزت کے مقدمے میں جس میں صحافی خود مدعا علیہ ہو میڈیا کے افراد کو نجی طور پر مدعا علیہ کے گواہ پر اثر انداز ہونے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے۔ اسی طرح ایک صحافی کی حیثیت سے کسی مقدمے کی رپورٹنگ کے دوران بھی اسے گواہ یا متوقع گواہ سے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ وہ عدالتی کارروائی پر اثر انداز ہونے کے لئے اس اشاعتی ادارے کے لئے غلط بیان دے۔ اس کا یہ بھی مطلب ہوا کہ صحافی کو اس صورت میں بھی کسی گواہ کو مالی فائدہ پہنچانے کی پیشکش یا اس کی شہرت کو نقصان پہنچانے کی دھمکی نہیں دینی چاہئے جب وہ کسی قانونی کارروائی میں کسی عدالتی افسر یا عدالت کے روبرو کوئی خاص بیان دینے کے لئے تیار ہو یا نہ ہو۔

اسی طرح کسی مقدمے کے بارے میں ججوں سے بھی نجی طور پر رابطہ نہیں کیا جانا چاہئے۔ کسی جج کے پاس زیرالتواء مقدمے کے حوالے سے اس سے نجی طور پر رابطہ کرنا بھی فوجداری توہین عدالت کے زمرے میں آ سکتا ہے۔ جج سے رابطہ کرنے سے مراد اسے ذاتی طور پر ملنا یا ٹیلیفون پر بات کرنا اور اپنے حق میں مقدمے کا فیصلہ دینے کے بدلے کوئی نقد رقم یا کوئی اور پیشکش کرنا۔ یہ جج کو ڈرانے دھمکانے کے زمرے میں آ سکتا ہے۔ صحافی کسی مقدمے کی عدالتی کارروائی یا خود جج کے بارے میں اپنی خبروں کے ذریعے بھی جج کو ڈرا دھمکا سکتا ہے۔

انصاف کے عمل کا رخ بدلنے کے لئے کوئی دوسرا اقدام کرنا بھی فوجداری توہین کے الزامات کے زمرے میں آتا ہے۔ اس میں کمرہ عدالت کے اندر شور شرابہ کرنا یا ایسے کام کرنا جو عدالت کے نزدیک سماعت کی کارروائی میں رکاوٹ پیدا کر رہے ہوں، شامل ہیں۔ فوجداری کیس میں تفتیشی عمل پر اثر انداز ہونے کے لئے اخبار کے ذریعے یا ذاتی طور پر گمراہ

کن معلومات دینا بھی فوجداری توہین عدالت کا باعث بنتا ہے۔

فوجداری توہین کے خلاف کارروائی

ہر اعلیٰ عدالت اپنے حوالے سے توہین کی صورت میں سزا دے سکتی ہے۔ ہائیکورٹ کو بھی اپنی کسی ماتحت عدالت کے حوالے سے فوجداری توہین کے ارتکاب پر سزا دینے کا اختیار حاصل ہے۔ اسی طرح ماتحت عدالتیں اپنی زیریں عدالتوں کے خلاف توہین کے مقدمہ کی سماعت کا اختیار رکھتی ہیں۔ ایسی صورتحال میں ہائیکورٹ کارروائی نہیں کر سکتی۔ کسی ماتحت عدالت میں فوجداری توہین کی صورت میں ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ کئی طریقوں سے اپنا ردعمل ظاہر کر سکتی ہے۔ دیوانی توہین کے برعکس جہاں اس کا معاملہ صرف شکایت کنندہ ہی جج کے نوٹس میں لاتا ہے، فوجداری توہین کے معاملہ کو سپریم کورٹ درج ذیل طریقوں سے نمٹا سکتی ہے:

1۔ عدالت پریس کے ذریعے شہادت یا معلومات سامنے آنے کے بعد از خود نوٹس لیتی ہے۔ قانونی حوالے سے عدالت کے اس اقدام کو از خود کارروائی (suo moto) کا نام دیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جب کسی زیریں عدالت کے جج کی توہین یا پہلی لڑائی کے بارے میں معلومات اعلیٰ عدالت تک پہنچا دی جائیں تو وہ از خود کارروائی کر سکتی ہے۔ صحافی کیلئے اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی کسی خبر پر جج از خود کارروائی کرے۔ یہ خاص طور پر اس صورت میں ہوتا ہے جب کوئی خبر فوجداری توہین کی تعریف کی رو سے عدالت کارروائی پر اثر انداز ہو رہی ہو یا اس کے اثر انداز ہونے کا امکان ہو۔ اس صورت میں صحافی بھی فوجداری توہین عدالت کے الزامات کے دائرے میں آ سکتا ہے۔ مثال کے طور پر کسی گواہ کا بیان شائع کرنا جو عدالت میں دیئے گئے اس کے بیان کے برعکس ہو۔

2۔ معلومات کے اور بھی ایسے ذرائع موجود ہیں جن کی بنیاد پر عدالت کارروائی کر سکتی ہے۔ مثال کے طور پر مبینہ توہین کے حوالے کارروائی سے متعلق کوئی شخص یہ بات عدالت کے نوٹس میں لا سکتا ہے۔

3۔ وفاقی حکومت کا کوئی قانونی افسر یعنی اٹارنی جنرل اور اس کے ڈپٹی صاحبان یا صوبائی حکومت کا کوئی قانونی افسر یعنی ایڈووکیٹ جنرل اور اس کے ڈپٹی صاحبان بھی توہین عدالت کے ملزم کسی شخص کے خلاف اعلیٰ عدالت میں کارروائی کی درخواست دے سکتے ہیں۔

جوڈیشل توہین عدالت

توہین عدالت کے قانون میں جوڈیشل توہین کی تعریف یوں کی گئی ہے کہ عدالت کو کسی سکینڈل میں ملوث کرنا جس میں کسی حاضر سروس جج پر ذاتی تنقید کی گئی ہو۔

کسی بھی شخص کو جج پر اس کی ذاتی زندگی اور کردار کے حوالے سے تنقید کرنے کی اجازت حاصل نہیں ہے۔کسی خاص جج پر ذاتی تنقید سے مراد کسی مقدمہ میں جج کے فیصلہ پر تنقید کرتے ہوئے اس پر نامناسب مقاصد کا بہتان لگانا ہے۔مثال کے طور پر یہ الزام عائد کرنا کہ جج نے اپنے فیصلہ کے ذریعے مالی یا کسی اور نوعیت کے ذاتی فوائد حاصل کئے۔اگر کوئی سچا بیان کسی شکایت کی صورت میں نیک نیتی کے ساتھ اور اعتدال پسندانہ زبان میں دیا جائے اور جو قابل دست اندازی نہ ہو تو اسے توہین کے مقدمہ کے آغاز پر قانونی عدالت کے روبرو ثابت کرنا ہوگا۔

قانون کے تحت واحد صورت جس میں کسی جج کے خلاف الزامات عائد کئے جا سکتے ہیں' یہ ہے کہ نیک نیتی اور اعتدال پسندانہ زبان کے ساتھ مجاز حکام کے روبرو باقاعدہ شکایت پیش کی جائے۔

اس صورت میں مجاز حکام درج ذیل ہو سکتے ہیں:

1۔ صوبائی حکومت
2۔ چیف جسٹس ہائی کورٹ
3۔ سپریم کورٹ
4۔ سپریم جوڈیشل کونسل
5۔ سپریم جوڈیشل کونسل کی جانب سے سماعت سے قبل جائزہ کے لئے وفاقی حکومت

قانون یہ کہتا ہے کہ اگر شکایت کنندہ مذکورہ بالا حکام کے سامنے اپنے الزامات کو ثابت کرنے میں ناکام رہے تو جس جج کے خلاف شکایت کی گئی ہو اسے شکایت کنندہ کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ دائر کرنے کی اجازت حاصل ہوتی ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا میں سے کوئی بھی جج کو ہتک عزت کا مقدمہ دائر کرنے کے حق سے محروم نہیں کر سکتا۔

جوڈیشل توہین کے خلاف کارروائی

فوجداری توہین کی طرح جوڈیشل توہین بھی اعلیٰ عدالتوں کے دائرہ اختیار میں آتی ہے۔اعلیٰ عدالت جوڈیشل توہین کی صورت میں از خود یا کسی شخص کی طرف سے پیش کی جانے والی معلومات پر کارروائی کر سکتی ہے۔اس ضمن میں عدالت کو غلط معلومات فراہم کرنے والا کوئی بھی شخص خود توہین عدالت کا ملزم ٹھہرتا ہے۔

کوئی بھی جج جس کے حوالے سے جوڈیشل توہین کے مقدمہ کا آغاز کیا گیا ہو وہ اس مقدمہ کی سماعت نہیں کر سکتا سوائے اس کے کہ وہ چیف جسٹس ہو۔ایسی کسی بھی کارروائی کو چیف جسٹس کے حوالے کر دیا جائے گا جو ذاتی طور پر اس کی سماعت کر سکتا ہے یا کسی دوسرے جج کے حوالے کر سکتا ہے۔ایسی صورت میں جب جج خود چیف جسٹس ہو تو وہ یہ مقدمہ

انتہائی سینئر جج (چیف جسٹس کے بعد) کے حوالے کر دے گا اور صحافی کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ جوڈیشل توہین کی کسی کارروائی کا آغاز قانون کے مطابق ایک سال کا عرصہ پورا ہونے کے بعد نہیں کیا جا سکتا۔ اس سے مراد یہ ہے کہ جج جوڈیشل توہین کے ارتکاب کے بعد ایک سال کا عرصہ گزر جانے پر یہ مقدمہ شروع نہیں کر سکتا۔

توہین عدالت کے مقدمات میں عدالتیں کس طرح کارروائی کرتی ہیں

نوٹس:

یہ توہین کی کارروائی میں پہلا قدم ہے۔ نوٹس کی دو اقسام ہوتی ہیں یعنی سادہ اور اظہار وجوہ کا نوٹس۔ اس بات کا فیصلہ جج کرتا ہے کہ کسی ایسے ملزم کے خلاف کس نوعیت کا نوٹس جاری کیا جائے جو ایک صحافی ہو۔ نوٹس میں مختصراً الزام کی وضاحت کی جاتی ہے اور ملزم کو حاضری کیلئے طلب کرتے ہوئے آئندہ سماعت کی تاریخ، وقت اور مقام سے آگاہ کیا جاتا ہے۔

سادہ نوٹس کی صورت میں ملزم صحافی عدالت میں اصالتاً یا وکالتاً حاضر ہو سکتا ہے۔ اظہار وجوہ کے نوٹس کی صورت میں ملزم صرف اصالتاً حاضر ہو گا۔ اگر عدالت اظہار وجوہ کا نوٹس جاری کرنے کے بعد کارروائی آگے بڑھانے کا فیصلہ کرے تو پھر عدالت کسی بھی وقت مبینہ طور پر توہین کے مرتکب شخص کو اصالتاً حاضری سے مبرا قرار دے سکتی ہے۔ ایسی صورت میں ملزم کو ہر سماعت کے موقع پر اصالتاً حاضر ہونا ہو گا۔

پہلی سماعت:

پہلی سماعت کے موقع پر عدالت وہ تمام باتیں سنتی ہے جو ملزم کے پاس اپنے دفاع میں کہنے کے لئے ہوتی ہیں۔ اگر عدالت مطمئن نہ ہو تو کھلی عدالت میں

الزام یا الزامات کی سماعت کے لئے ایک اور تاریخ مقرر دے گی۔ عدالت سماعت کی آئندہ تاریخ پر یا اس سے اگلی تاریخ یا تاریخوں پر اس معاملے میں اپنا فیصلہ سنا سکتی ہے۔ اس کا تمام تر انحصار مقدمے میں قلمبند کئے گئے حلفیہ بیانات اور شواہد پر ہوتا ہے۔ صحافی کی صورت میں ان شواہد میں گواہ، ٹیپ ریکارڈنگز، نوٹ بک، تصاویر یا کوئی دوسری دستاویز شامل ہوتی ہے جس کی بدولت صحافی کو سزا سنا سکتی یا بری کر سکتی ہے۔

جرح کا حق:

قانون کے تحت صحافی کو نہ صرف جرح کرنے یا کسی گواہ سے سوالات پوچھنے کا حق حاصل ہوتا ہے بلکہ اس کے خلاف

شکایت کرنے والے جج کو بھی یہ حق حاصل ہوتا ہے۔ یہ جرح اس کے خلاف پیش کی جانے والی کسی بھی دستاویز یا بیان حلفی سے متعلق ہوسکتی ہے۔

عدالت کے روبرو توہین

عدالت کے روبرو توہین کی صورت میں توہین کے مرتکب شخص یا مجرم کو حراست میں لے لیا جاتا ہے اور اس کے خلاف درج ذیل طریقے سے کارروائی کی جاتی ہے:

1۔ عدالت کے روبرو توہین کے تمام مقدمات میں جج کھلی عدالت میں ایک حکم جاری کرے گا۔

2۔ ملزم شخص نے جو کچھ کہا یا جو کچھ کیا اسے الگ قلمبند کرلیا جائے گا۔

3۔ جج فوری طور پر مجرم کے خلاف کارروائی کرے گا یا وہ یہ معاملہ سماعت کے لئے چیف جسٹس کے حوالے بھی کرسکتا ہے

4۔ جج اس مقدمے کا فیصلہ خود بھی کرسکتا ہے یا کسی دوسرے جج کے حوالے بھی کرسکتا ہے

اگر عدالت اسی روز مقدمے کا فیصلہ نہ کرسکے تو وہ ملزم کو ضمانت پر یا کسی بانڈ کے تحت حراست سے رہا کرنے کا حکم دے سکتی ہے

توہین عدالت

کے الزامات کا دفاع

اگرچہ توہین کا قانون منتخب اطلاق اور توضیحات کے لئے کھلا ہے لیکن اس میں توہین عدالت کے ملزم کو مختلف حوالوں سے تحفظ بھی فراہم کیا گیا ہے۔ اگر صحافی یا ان کے وکیل تحفظ کی ان صورتوں کا ذہانت کے ساتھ استعمال کریں تو ان مقدمات میں دفاع عمدہ طریقوں سے کیا جا سکتا ہے۔ ذیل میں صحافیوں کے لئے توہین عدالت کے قانون میں دستیاب دفاع اور تحفظ کی صورتیں بیان کی گئی ہیں:

1۔غیر جانبدارانہ تبصرہ

کسی بھی آرٹیکل یا خبری رپورٹ میں عوامی اہمیت کے حامل کسی نکتے سے متعلق فیصلے پر غیر جانبدارانہ اور صحت مندانہ تبصرہ توہین عدالت کے زمرے میں نہیں آتا۔ تاہم یہ اس بات سے مشروط ہے کہ آیا زیر بحث فیصلہ طے کردیا گیا ہے

اور زیر التواء نہیں ہے۔ قانون میں زیر التواء کارروائیوں میں وہ شامل ہیں جو حتمی فیصلہ تک قانونی عدالت میں چل رہی ہوں۔ حتمی فیصلہ سے مراد مقدمے میں اپیل کے لئے حتمی عدالت کی طرف سے دیا جانے والا فیصلہ ہے اور یہ عدالت عام طور پر سپریم کورٹ ہوتی ہے جہاں نظر ثانی کا اختیار بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی فریق کی جانب سے کوئی اپیل نہ ہونے کی صورت میں اس معاملے پر تبصرہ کرنے سے پہلے لازم ہے کہ اس پر اپیل دائر کرنے کے لئے دی گئی مدت ختم ہو چکی ہو۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ صحافی زیریں عدالت کے کسی فیصلے کے
بارے میں تبصرہ نہیں کر سکتا۔ تاہم اس بات کا ذکر کرنا ضروری ہوتا ہے کہ اس معاملے میں ہائیکورٹ میں اپیل بھی کی جا سکتی ہے۔

''غیر جانبدارانہ تبصرہ'' جس پر عام طور پر صحافی انحصار کرتا ہے اعتدال پسندانہ زبان میں بیان کیا جانا چاہئے اور جج کی دیانتداری اور غیر جانبداری پر حرف گیری نہیں کی جانی چاہئے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی خبری رپورٹ یا آرٹیکل میں ناشائستہ زبان استعمال نہ کی جائے اور کسی جج کے خلاف کرپشن کے الزامات عائد نہ کئے جائیں۔

غیر جانبدارانہ تبصرے کا حق عام طور پر ایسے صحافی استعمال کرتے ہیں جو کسی خاص فیصلے پر آرٹیکل' اداریہ یا تبصرے لکھتے ہیں یا فیصلہ کے بارے میں وکلاء کے بیانات کی رپورٹنگ کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر ہارنے والا وکیل فیصلے پر اس کے حسن و قبح' قوانین اور اثرات کے حوالے سے تنقید کر سکتا ہے لیکن اسے کبھی بھی فیصلہ کرنے والے جج کے ذاتی مقاصد سے منسوب نہیں کرنا چاہئے۔ وہ اس کے خلاف اپیل کے اپنے حق کا اعادہ بھی کر سکتا ہے۔ رپورٹر کو یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ اگر وکیل کسی خاص فیصلے کو ذاتی مقاصد سے منسوب کرے تو وہ اسے شائع نہیں کر سکتا یا پھر اسے توہین کے الزامات کا سامنا کرنے کے لئے تیار رہنا چاہئے۔

2۔ غیر جانبدارانہ رپورٹنگ

ہتک عزت اور توہین کے مقدمات میں سچائی بہترین دفاع ہے۔ مثال کے طور پر عدالتی مقدمات کی رپورٹنگ کے دوران اگر صحافی قانونی عدالت میں ہونے والے تمام تر واقعات کا غیر جانبدارانہ احوال بیان کرے تو اس پر توہین عدالت کا الزام عائد نہیں ہوگا۔ اس میں مقدمے کی سماعت کے دوران جج کی طرف سے کئے جانے والے سوالات اور مشاہدات بھی شامل ہیں۔ صحافی جب تک کمرہ عدالت میں رونما ہونے والے واقعات کا ''خاطر خواہ حد تک ٹھیک ٹھیک احوال'' بیان کرے گا اس پر توہین کا الزام عائد نہیں کیا جا سکتا۔ یہاں ایک دلیل کے طور پر دانستہ یا نادانستہ غلطی کا سوال بھی پیدا ہوتا ہے۔ عدالتی کارروائیوں کی کوریج کرنے والے صحافیوں کو اس امر کو یقینی بنانے کے لئے خاص طور پر احتیاط

سے کام لینا پڑتا ہے کہ جو کچھ بھی رپورٹنگ وہ کر رہے ہیں وہ گمراہ کن یا غلط نہیں ہے۔

عدالت بعض اوقات عدالتی کارروائیوں کا ٹھیک ٹھیک احوال بیان کرنے کی بھی اجازت نہیں دیتی۔ تاہم عدالت ایسے احکامات زبانی طور پر نہیں دے سکتی بلکہ جج کو اس کی تحریری وجوہات بیان کرنا پڑتی ہیں۔ جج تحریری طور پر دی گئی وجوہات کی بناء پر انصاف کے مفاد میں قانونی کارروائی سے متعلق معلومات شائع کرنے سے منع کر سکتا ہے۔ صحافیوں کو ایسے احکامات کو احتیاط کے ساتھ سننا اور پڑھنا چاہیئے اور ایسے احکامات کے خلاف مزاحمت کے لئے کمرہ عدالت میں کھڑے ہونے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہیئے۔ صحافی اگر یہ سمجھے کہ مذکورہ احکامات ''انصاف کے مفاد'' میں نہیں ہیں تو اسے کمرہ عدالت میں ہی کھڑے ہو جانا چاہیئے اور اپنی بات کہہ دینی چاہیئے۔

اپنے اخبار یا ریڈیو سٹیشن کی طرف سے اجازت ملنے پر اسے جج کو تحریری درخواست دینی چاہیئے کہ وہ اپنے اس حکم پر نظر ثانی کرے۔ یہ درخواست مسترد ہونے کی صورت میں میڈیا کے اداروں کو اس سے بڑی عدالت سے رجوع کرنا چاہیئے۔

اسی طرح پارلیمانی رپورٹر بھی پارلیمانی کارروائی کے اس حصے کی رپورٹ نہیں دے سکتا جسے قومی یا صوبائی اسمبلی کے سپیکر یا چیئرمین سینٹ نے حذف کر دیا ہو۔ صحافی اپنے دفاع میں ایسا مواد پیش نہیں کر سکتا جسے اسمبلی کی صدارت کرنے والے افسر نے حذف کر دیا ہو۔ مثال کے طور پر اگر سپیکر قومی اسمبلی ارکان اسمبلی کے درمیان ناشائستہ الفاظ کے تبادلے کو حذف کر دیتا ہے تو یہ باتیں لفظ بہ لفظ رپورٹ نہیں کی جانی چاہئیں۔ اب بھی اگر صحافی اس کی رپورٹ دے دے تو پھر سچ بھی اس کے دفاع کا کام نہیں دے سکتا کہ وہ یہ دلیل پیش کرے کہ یہ سب کچھ واقعی ہوا تھا۔ قانون واضح طور پر عدالت کو ایسے واقعات کو صحافی

کے دفاع میں شواہد کے طور پر پیش کرنے سے منع کرتا ہے۔ یہی بات عدالتی کارروائی پر بھی صادق آتی ہے جسے جج ایک دفعہ حذف کر دے تو پھر اس کی رپورٹ نہیں دی جا سکتی اور اگر اس کی رپورٹ دے دی جائے تو خواہ یہ کارروائی کتنی بھی حقائق پر مبنی کیوں نہ ہو اسے عدالت کے روبرو شہادت کے طور پر قبول نہیں کیا جا سکتا۔ تاہم دونوں صورتوں میں عدالت ایسی شہادت کو داخل کر لینے کا حکم دے سکتی ہے۔

''عدالتی کارروائی'' کی اصطلاح ان اداروں میں رونما ہونے والے واقعات کا بھی احاطہ کرتی ہے جن کی صدارت کرنے والے افسر کو عدالتی اختیارات حاصل ہوں۔ اس میں الیکشن کمشنر، فیڈرل سروسز ٹریبونل، بینکنگ کورٹس، اور دوسری خصوصی عدالتیں مثلاً انتظامی عدالتیں شامل ہو سکتی ہیں۔

3۔ بے عیب اشاعت

عدالت میں زیر التواء کسی معاملے کے بارے میں تبصرے، شائع شدہ خبر یا نشر ہونے والے پروگرام پر توہین کے الزامات کی صورت میں صحافی یا براڈ کاسٹر اگر یہ ثابت کردے کہ وہ اس بات سے آگاہ نہ تھا کہ یہ معاملہ عدالت میں زیر التواء ہے تو اس پر الزام عائد نہیں کیا جائے گا۔ قانون یہ کہتا ہے کہ کوئی شخص کسی ایسے معاملے کے حوالے سے کوئی بیان دینے یا کوئی مواد شائع کرنے پر توہین عدالت کا قصوروار ہوگا جو زیر التواء کارروائی کے زمرے میں آتا ہو اگر وہ اس سے آگاہ نہیں ہے۔

یہ بات صحافیوں کے لئے سب سے بہتر ہے کہ وہ کسی ایسے موضوع پر کوئی بھی بیان یا دلائل شائع کرنے سے گریز کریں جس کے بارے میں وہ جانتے ہوں کہ یہ عدالت میں زیر بحث ہے۔ بے خبری تو ایک عذر ہوسکتی ہے لیکن قانون سے بے خبری نہیں اور یوں توہین کے قانون سے بے خبری بھی کوئی عذر نہیں۔

4۔محفوظ بیانات

عدالت یا کسی جج کے حوالے سے بیانات یا تبصرے توہین عدالت کا باعث بن سکتے ہیں۔ تاہم بعض صورتوں میں ایسے بیانات محفوظ بھی ہوتے ہیں۔ مثال کے طور پر کسی عدالتی حکم میں ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ کے کسی جج کے مشاہدے میں آنے والی بات توہین عدالت کے زمرے میں نہیں آتی۔ پریس زیریں عدالت کے بارے میں ایسے کسی مشاہدے کی رپورٹ دے سکتی ہے اگر متعلقہ عدالت نے اسے حذف نہ کیا ہو۔

یہ مشاہدہ زیریں عدالت کے فیصلے پر اپیل خارج کرنے کے حکم میں بھی شامل ہوسکتا ہے۔ ہائیکورٹ یا سپریم کورٹ زیریں عدالت کے کسی فیصلہ پر اپیل خارج کرتے ہوئے اس کے جج کے طرز عمل کے بارے میں بھی اپنے مشاہدات قائم کرسکتی ہے۔ اس قسم کی صورتحال میں سپریم کورٹ کا جج ہائیکورٹ کے جج کے بارے میں مشاہدات قائم کرسکتا ہے۔ اسی طرح سرکاری افسران بھی اپنے سرکاری امور کی انجام دہی میں دیئے جانے والے اپنے بیانات یا تبصروں کی بنیاد پر توہین عدالت کے الزامات سے محفوظ ہوتے ہیں۔ کوئی افسر انتظامی حیثیت میں اپنے تاثرات ریکارڈ کراسکتا ہے۔ مثال کے طور پر جج کے طرز عمل کے بارے میں عدالتی انکوائری کے حتمی نتائج (نہ کہ الزامات)، کسی دوسرے افسر کے بارے میں کوئی انتظامی انکوائری اور سرکاری ملازمین کی Annual Confidential Reports (ACRs) میں مجاز افسر کی طرف سے قلمبند کئے جانے والے تاثرات کبھی بھی توہین عدالت کے زمرے میں نہیں آئیں گے۔

قانون واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ عدالتی امور کی انجام دہی سے متعلق کسی جج کے طرز عمل کے بارے میں کوئی سچا بیان توہین عدالت کے الزامات کا باعث نہیں بن سکتا۔ البتہ صحافیوں کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ ایسی کوئی خبر دینے کی صورت

میں ان سے یہ ثابت کرنے کے لئے کہا جائے گا ان کا بیان درست ہے۔

5۔خاطر خواہ نقصان

یہ شہریوں اور صحافیوں کو توہین عدالت کے قوانین کے خلاف ایک بنیادی تحفظ فراہم کرتا ہے۔صحافی آئے دن توہین عدالت کے قوانین کی زد میں آنے کا متحمل نہیں ہوسکتا۔ یہ قانون واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ کسی بھی شخص کے خلاف توہین عدالت کا مقدمہ اس وقت تک نہیں چلایا جائے گا اور اسے سزا نہیں دی جائے گی جب تک کہ عدالت مطمئن نہ ہو کہ توہین عدالت کے الزامات سنجیدہ وجوہ پر مبنی ہیں۔صرف اس صورت میں کہ جب حالات ظاہر کرتے ہوں کہ انصاف فراہم کرنے والے اداروں کو خاطر خواہ نقصان پہنچایا گیا ہے' عدالت کو بدنام کیا گیا ہے یا اس کی تحقیر کی گئی ہے یا کسی جج کو قابل نفرت بنا دیا گیا ہے تو توہین عدالت کے مقدمہ کا آغاز کیا جاسکتا ہے۔صحافی کو ہمیشہ یہ دلیل پیش کرنی چاہئے کہ آیا ان حالات کے نتیجے میں واقعی عدالت یا یا جج کی شہرت اور احترام کو کوئی نقصان پہنچا ہے اور صحافی کیلئے یہ ناگزیر تھا کہ کہ وہ عوامی مفاد کی بناء پر اس خبر کو شائع کرے۔ بلاشبہ سچائی اس کا موثر دفاع کرے گی۔

ایسی صورتحال میں جہاں عدالت یہ نہ سمجھتی ہو کہ ان حالات سے عدالت کی شہرت کو کوئی خاطر خواہ نقصان نہیں پہنچا اور ملزم کو سزا دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے تو بھی وہ توہین عدالت کے مرتکب شخص کے طرز عمل یا افعال پر ناپسندیدگی کا اظہار کر سکتی ہے۔

6۔معافی

یہ دفاع کی اہم ترین شکل ہے جو سزا سے بچنے کا ایک موقع فراہم کرتی ہے (اگر عدالت اسے قبول کرنے کا فیصلہ کر لے)۔لیکن اس سے متعلقہ صحافی کی معتبر حیثیت پر گہرا داغ لگ جاتا ہے اور دوسروں کیلئے ایک بری مثال قائم ہوتی ہے۔صحافی کو سچی رپورٹ دینی چاہئے اور اس قابل ہونا چاہئے کہ وہ اس کا دفاع کر سکے۔معافی مانگ لینا عدالتوں کے لئے غیر ضروری گنجائش پیدا کرنے والی بات ہوگی جو تقریر اور اظہار کی آزادی کے بنیادی حق پر پابندی کا باعث بن سکتی ہے۔

صحافی مقدمے کے کسی بھی مرحلے پر عدالت میں اپنا معافی نامہ جمع کرا سکتا ہے۔عدالت اگر مطمئن ہو کہ یہ واقعی صحیح ہے تو اسے مقدمے سے فارغ کرسکتی ہے یا اس کی سزا واپس لے سکتی ہے۔محض اسی حقیقت کی بناء پر کہ صحافی نے توہین عدالت کے الزامات کا مقابلہ کیا ہے اس کے معافی مانگنے کی راہ نہیں روکی جاسکتی۔تاہم عدالت اس کی معافی کی اصل حیثیت کا تعین قبل ازیں اس کی طرف سے الزامات قبول کرنے سے انکار کے علاوہ اس بناء پر کرسکتی ہے کہ صحافی نے

عدالت کی توہین جان بوجھ کر اور سوچتے سمجھتے ہوئے کی یا وہ پہلے بھی اس قسم کی حرکتوں پر معافی مانگ چکا ہے۔
اس لئے توہین عدالت کا ملزم صحافی اگر واقعی اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ اس نے کوئی جرم نہیں کیا تو وہ الزامات کا سامنا کر سکتا ہے اور اس طرح اسے مقدمے کے کسی بعد کے مرحلے پر معافی مانگنے کے حق سے محروم نہیں کیا جا سکتا۔ عدالت اس بناء پر کہ ملزم پہلے ان الزامات کو مسترد کر چکا ہے اس کی معافی کو مسترد نہیں کرے گی۔
میڈیا کے کسی ادارے کی طرف سے توہین عدالت کا ارتکاب یا مبینہ ارتکاب ہونے کی صورت میں اس کی ذمہ داری اس ادارے کے عملہ پر عائد ہوگی۔ اخبار کی صورت میں رپورٹر کے ساتھ ساتھ ایڈیٹر بھی براہ راست یا بالواسطہ طور پر توہین عدالت اور اس طرح پہنچنے والے نقصان کا ذمہ دار ہوگا۔

7۔ صحافیانہ رازداری

عوامی اہمیت کے حامل مقدمے میں عدالتوں کو کوئی طبع شدہ تصویری یا نشری شہادت پیش کرنے کا حکم دینے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اس شہادت میں فسادات یا پر تشدد مظاہروں کی تصاویر یا فلموں کی Footage شامل ہو سکتی ہیں۔
صحافی کے معلومات کے ذریعہ کی رازداری کو یقینی بنانا اگرچہ کوئی طاقتور دلیل نہیں لیکن ایک موثر عذر ضرور ہے۔ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے عدالتیں اس دلیل کو قبول کر سکتی ہیں اور نہیں بھی کر سکتیں اور کسی مقدمے میں شائع شدہ معلومات کا ذریعہ سامنے لانے کا حکم دے سکتی ہیں۔ ایسے کسی عدالتی حکم کو خاطر میں لانے سے انکار صحافی کے خلاف توہین عدالت کے الزامات کا باعث بن سکتا ہے۔ یہاں بھی صحافی کو چاہئے کہ وہ اپنے آپشنز کی موثر حیثیت کا اندازہ وسیع تر عوامی مفاد اور اپنے ذاتی تحفظ کی بنیاد پر لگائے۔ معلومات کے ذریعہ کو افشاء کرنے سے انکار کی بنیاد عوامی مفاد کو نقصان پہنچنے کا امکان یا صحافی کی اپنی زندگی کو ممکنہ خطرہ ہو سکتی ہے۔
معلومات کی سچائی عدالت کے لئے اس حد تک کافی ہونی چاہئے کہ وہ معلومات کے ذریعہ کے بجائے مقدمے کی کارروائی کو آگے بڑھائے۔ ایسی صورتحال میں معلومات کا انکشاف تمام صحافیوں کے لئے بدنامی کا باعث بن سکتا ہے۔
اگر کسی ذریعہ یا سورس نے جان بوجھ کر غلط معلومات آگے بڑھائی ہوں تو اب یہ صحافی کا کام ہے کہ اس کی شناخت ظاہر کرنے سے متعلق تمام پہلوؤں کا جائزہ لے۔ سورس کو صیغہ راز میں رکھنا ایک صحافی کا اخلاقی حق ہے لیکن ایسی صورت میں نہیں جب وہ قانونی عدالت میں دعویٰ کر سکتا ہو۔

قصوروار پائے جانے کی صورت میں کیا ہوگا: اپیل کرنے کا حق

اگر صحافی قصوروار پایا جائے تو کسی دوسرے شخص کی طرح اسے قید یا جرمانہ یا قید اور جرمانہ دونوں سزائیں دی جا سکتی

ہیں۔سادہ قید کی سزا چھ ماہ تک اور جرمانہ ایک لاکھ روپے تک ہوسکتا ہے۔

کسی بھی عدالت کے جاری کیئے ہوئے حکم کو اس سے بڑی عدالت یعنی اپیلٹ کورٹ میں چیلنج کیا جاسکتا ہے یا اس کے خلاف اپیل کی جاسکتی ہے جو اپیل خارج کرنے کا کام ملتوی کرتے ہوئے اصل حکم کو معطل کرسکتی ہے۔اپیل تیس دن کے اندر دائر کی جاسکتی ہے۔

ہائی کورٹ کے کسی جج کے حکم کے خلاف صحافی اسی عدالت کے دو یا زائد ججوں کے بنچ کے روبرو اپیل دائر کرسکتا ہے۔ اسے بین العدالتی (Intra-court) اپیل کا نام دیا جاتا ہے۔اگر پہلا فیصلہ ہائیکورٹ کے کسی ڈویژن (دو ججوں کے بنچ) یا اس سے بڑے بنچ نے دیا ہوتو پھر صحافی اپیل کے لئے سپریم کورٹ آف پاکستان میں جاسکتا ہے۔

اگر سپریم کورٹ کا ایک جج یا دو ججوں کا بنچ اصل حکم منظور کردے تو پھر بین العدالتی اپیل سپریم کورٹ کے تین ججوں کے روبرو پیش کی جائے گی۔اگر تین یا زائد ججوں کا بنچ اصل حکم کی منظوری دے دے تو بین العدالتی اپیل سپریم کورٹ کے پانچ یا زائد ججوں کے بنچ کے روبرو پیش کی جائے گی۔

چھٹا باب:

غیرضروری مقدمہ بازی سے کس طرح بچیں

سچائی ایک حقیقی دفاع ہے۔ پھر بھی آپ کو حقیقی معنوں میں سچ کہیں نہیں ملتا۔ پاکستان جیسے تیسری دنیا کے ملکوں میں صحافیوں کے حقوق اوران کی عدالتی نظر ثانی کوئی طے شدہ بات نہیں ہے۔اسی لئے ہمیشہ مقدمہ بازی کا کہیں زیادہ خطرہ موجود رہتا ہے۔تاہم ایسے ملکوں میں بعض اوقات عدالت میں جانا ہی صحافیوں کے حقوق منوانے کا واحد راستہ رہ جاتا ہے خاص طور پر اس صورت میں جب ہتک عزت اور توہین عدالت کے قوانین منتخب صورتوں میں حرکت میں آتے ہوں اوران کی تشریح کی جاتی ہو۔

ایسا بھی ہوتا ہے کہ صحافی کی زندگی اس کی اپنی غلطیوں کے باعث ایک قانونی جنگ بن کررہ جاتی ہے۔ یہ عام طور پر اس وقت ہوتا ہے جب صحافی پیشہ ورانہ اخلاقیات کی تحقیر کرتے ہیں۔ذیل میں قانونی پیچیدگیوں سے بچنے کے چند طریقے دیئے گئے ہیں جن کے ذریعے آپ معروضیت اور سچائی پر کوئی سودے بازی کئے بغیر اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوسکتے ہیں۔

خبروں کی سرخیاں

بعض اوقات سرخی خبر کے اصل موادکو بیان نہیں کرتی۔ رپورٹرایسی سرخی سے لاتعلقی کا اظہار کرسکتا ہے اوراس کی ذمہ داری سرخیوں کی منظوری دینے والے شخص پر ڈال دیتا ہے۔ عام طور پر سرخیوں کی منظوری ایڈیٹر دیتا ہے۔ ایسی صورتحال میں سزا سے بچنے کا واحد راستہ یہ ہوتا ہے کہ معذرت کر لی جائے یا وضاحت شائع کردی جائے۔سرخیوں کی تیاری میں احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے۔انہیں ممکنہ طور پر کم سے کم الفاظ میں خبر کے صحیح رخ کی عکاسی کرنی چاہئے۔ ’’کرپشن کے الزام میں پکڑے گئے‘‘ اور’’ مبینہ کرپشن کے الزام میں پکڑے گئے‘‘ دومختلف باتیں ہیں۔

زبان

لفظوں کا انتخاب بھی رپورٹراوراخبار کے لئے کلیدی اہمیت رکھتا ہے۔ برطانیہ میں کسی کے ساتھ باقاعدہ شادی کے بغیر ایک بچے کوجنم دینے والی عورت کے لئے لفظ "Single mother" کا استعمال معمول کی بات ہے۔تاہم پاکستان

میں یہ مذہبی اور قانونی نتائج کی حامل بدکاری کے سنگین الزام کی شکل اختیار کر لیتا ہے جو ایک فوجداری مقدمہ کے ساتھ ساتھ ہتک عزت کے مقدمہ کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لئے لفظوں کا انتخاب اپنے مخاطب حضرات کی ثقافت اور اقدار کے مطابق کیا جانا چاہئے۔

ذرائع (Sources) کی قابل اعتبار حیثیت

صحافی کو اس امر کا یقین کر لینا چاہئے کہ اس کا ذریعہ قابل اعتبار ہے۔ ایسی کسی بھی صورت میں ہتک عزت کا الزام عائد ہونے کا خطرہ ہوتا ہے جب کسی ذریعے سے منسوب کوئی خبر غلط ثابت ہو۔ ذریعہ دھوکہ باز بھی ہو سکتا ہے اور خبر کی دوسرے ذرائع سے تصدیق کر لینا ہمیشہ بہتر ہوتا ہے۔ خبر کی صحت کو یقینی بنانا اس لئے ضروری ہوتا ہے کہ صحافی مقدمہ بازی کی صورت میں سچائی کا دفاع کر سکے۔

''بے نام ذرائع'' کو معتبر حیثیت کے معیار پر پرکھنا ضروری ہوتا ہے۔ صحافی کو اس بات سے آگاہ ہونا چاہئے کہ کہیں اس خبر میں ذریعہ کا کوئی ذاتی مفاد تو نہیں۔ درحقیقت بے نام ذرائع پر کہیں زیادہ انحصار ایک غیر اخلاقی بات ہے اور یہ صحافی کے خلاف ہتک عزت کے مقدمہ کا باعث بن سکتی ہے۔ اس لئے ہمیشہ بہتر یہی ہوتا ہے کہ بے نام ذرائع کو استعمال کرنے سے گریز کیا جائے اور ایسے ذریعہ سے خبر لینے سے انکار کر دیا جائے جو اپنا نام ظاہر نہ کرنا چاہتا ہو۔ کسی پیچیدہ صورتحال میں اگر ذریعہ اپنا نام ظاہر نہ کرنا چاہتا ہو تو اس کے مقاصد اور کسی متبادل ذریعہ پر غور کئے بغیر اس کی بات سے اتفاق نہ کریں۔

آف دی ریکارڈ اور آن دی ریکارڈ

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ انٹرویو دینے والا شخص آپ کو کوئی ''آف دی ریکارڈ'' معلومات دینا چاہتا ہے۔ اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ اس خاص نکتے پر وہ اپنے نام کا حوالہ نہیں دینا چاہتا۔ اس لئے بہتر یہی ہوتا ہے کہ صحافی انٹرویو دینے والے کو یہ بتا دے کہ ''ہر بات آن دی ریکارڈ ہے اور آپ مجھے جو کچھ بھی بتائیں گے اس میں سے کوئی بھی بات آف دی ریکارڈ نہیں ہوگی۔'' اس امر کو یقینی بنائیں کہ یہ بات گفتگو کے آغاز میں ہی طے کر لی جائے۔

آف دی ریکارڈ گفتگو ایک صحافتی کارگزاری ہے جس میں بے نام ذریعہ صحافی کو اس شرط کا پابند بنا دیتا ہے کہ وہ یہ معلومات شائع نہیں کرے گا۔ یوں ان معلومات کو خفیہ سمجھا جاتا ہے۔ بصورت دیگر صحافیوں کے لئے ضروری ہوتا ہے کہ وہ معلومات کے اس حصے کو اپنے ذریعے سے منسوب نہ کریں۔ صحافی عام طور پر ان کے بقول ایسی ٹپ آف

(Tip-off) کو اصل ذریعہ کو سامنے لائے بغیر یہ معلومات آن دی ریکارڈ لانے کے لئے زیادہ مساعی کرتے ہیں۔
اس کا تعلق بھی قوانین سے زیادہ صحافتی اخلاقیات سے ہے۔ لیکن اس جملے کو اخلاقیات کی رو سے انتہائی غلط سمجھا جاتا ہے۔ صحافی کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ کسی دوسرے شخص کے خلاف بہیمانہ الزامات سے متعلق آف دی ریکارڈ گفتگو ایک مرتبہ شائع ہو جائے تو اس پر اس کے خلاف ہتک عزت کا مقدمہ قائم ہوسکتا ہے۔ اور اس صورت میں صحافی اپنی پیشہ ورانہ ذمہ داریوں کے تحت اپنے ذریعہ کو سامنے نہ لانے کا پابند ہوگا۔ ہتک عزت کے مقدمہ میں اسے اکیلے ہی ان الزامات کو ثابت کرنا ہوگا۔

قانون کی نظر میں آف دی ریکارڈ نامی کوئی چیز نہیں ہے۔ پریس کے سامنے ایک گھنٹہ طویل گفتگو کرنے کے بعد آخر میں کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ''یہ سب کچھ آف دی ریکارڈ تھا۔'' اس طرح لوگوں یا صحافیوں کے ایک بڑے گروہ (مثال کے طور پر سو سے زائد افراد) کے سامنے کوئی بیان دینے سے ہتک عزت کا مقدمہ قائم ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر یہی بیان شائع ہو جائے تو مصنف (وہ شخص جس نے یہ الزامات عائد کئے) کو بھی ناشر یا صحافی کے ساتھ ساتھ ہتک عزت کے مقدمہ میں فریق ہونا چاہئے۔

اسی طرح ایک جج عوامی سماعت میں آف دی ریکارڈ دلیل یا دلائل کو قبول نہیں کرسکتا۔ اس سے امید نہیں کی جاسکتی کہ وہ آف دی ریکارڈ شہادت کی بنیاد پر آن دی ریکارڈ فیصلہ دے۔ حتیٰ کہ اگر جج کارروائی کے کسی حصے کو آف دی ریکارڈ قرار دے تو اسے اس کی تحریری وجوہ بیان کرنی چاہئیں۔ صحافیوں کو یہ فیصلہ کرنے میں احتیاط سے کام لینا چاہئے کہ آیا خبر کے حذف شدہ حصوں کو شائع کیا جائے۔ عدالت کی طرف سے سماعت کو حذف قرار دینے کی رپورٹنگ بذات خود بھی ایک خبر ہے خواہ حذف شدہ حصوں کے اصل مواد کو شائع نہ کیا جائے۔ اگر جج کی طرف سے کوئی تحریری حکم نہ دیا جائے تو پھر صحافی کالعدم معلومات کو شائع کرنے کے معاملے کا تمام پہلوؤں سے جائزہ لے۔ عام طور پر کھلی عدالتی سماعت پر ایسی پابندی نہیں ہونی چاہئے جبکہ عدالت ایسے معاملات کی سماعت بند کمرے میں کرنے کا فیصلہ کرسکتی ہے جو ریاستی رازوں سے متعلق ہوں۔

ریکارڈنگ، فلم اور نوٹس کی تیاری

ٹیپ ریکارڈر یا وڈیو ریکارڈنگ کے ذریعے انٹرویو کا ریکارڈ رکھنا مقدمہ بازی سے بچنے کا ایک اور طریقہ ہے۔ شکایت کنندہ کو معلوم ہو جائے گا کہ اس کا بیان ریکارڈ ہو چکا ہے۔ کسی گفتگو خاص طور پر ٹیلی فون پر ہونے والی گفتگو کی ریکارڈنگ کے لئے ضروری ہے کہ اس شخص سے خاص طور پر اجازت لی جائے جس کی گفتگو ریکارڈ کی جارہی ہو۔ خبر یا

بیان نشر یا شائع کرنے کے بعد اس کی ٹیپ ریکارڈ نگ کم از کم ایک سال تک محفوظ رکھی جائے یہ وہ عرصہ ہے جس کے بعد اس خبر پر ہتک عزت کا کوئی مقدمہ دائر نہیں ہوسکتا۔

اسی طرح پارلیمنٹ میں جہاں ویڈیو یا ٹیپ ریکارڈنگ کی شاذ و نادر ہی اجازت ہوتی ہے صحافی کو نوٹس تیار کرنے چاہئیں اور واقعہ کے عنوان، تاریخ اور مقام کے ساتھ ان کا ریکارڈ مرتب کرنا چاہئے۔ سپریم کورٹ کے رپورٹر کو بھی یہی طریقہ اختیار کرنا چاہئے۔ اسے عدالتی کارروائی کے نوٹس تیار کرنے چاہئیں اور مستقبل میں اس کے خلاف ہتک عزت یا توہین عدالت کی کارروائی کی صورت میں یہ نوٹس ایک موثر دفاع کا کام دیں گے۔ یہ خاص طور پر اعلیٰ عدالتوں کے ججوں کی مشاہدات کی رپورٹنگ کے لئے ایک اچھی بات ہے۔

جواب دینے کا حق

یہ ہر اس شہری کا بنیادی حق ہے جس کے خلاف کسی جریدے میں کوئی خبر شائع ہوئی ہو۔ اخبار یا ریڈیو/ٹی وی کی رپورٹ میں خبر کا ایک پہلو نہیں دیا جانا چاہئے۔ بلکہ صحافی کو تو خبر کے تمام فریقین کا موقف حاصل کرنا چاہئے۔ الزامات میں توازن کے ساتھ ساتھ جواب اور وضاحتوں کے حق کو ملحوظ خاطر رکھا جانا چاہئے۔ خبر میں کوئی بھی الزام ایسے شخص کی طرف سے جواب طلب نہیں رہ جانا چاہئے جس پر یہ عائد کیا جا رہا ہو۔ ایسے شخص کو اس خبر کی تردید کرنے یا اپنے موقف کی وضاحت کرنے کا ایک موقع دینے سے آپ کی عمدہ دفاع کی صورت پیدا ہو جاتی ہے خاص طور پر اس صورت میں جب وہ کچھ کہنے سے انکار کر دے اور بعد میں مقدمہ بازی پر اتر آئے۔ ایسی صورت میں ''رابطہ کرنے پر انہوں نے تبصرہ کرنے سے انکار کر دیا'' جیسے الفاظ پر انحصار کیا جانا چاہئے۔

اگر ایڈیٹر کو کسی شائع شدہ خبر میں کوئی تضاد ملے تو وہ ازالہ کے طور پر اسے دوبارہ شائع یا اعتزار بھی شائع کر سکتا ہے۔ شکایت کنندہ اس صورت میں بھی عدالت میں جا سکتا ہے لیکن پھر صحافی یا اخبار یا ریڈیو یہ دعویٰ کر سکتا ہے کہ وہ اعتزار شائع کر چکا ہے۔ اعتزار شائع کرنے سے اگرچہ مراد یہ ہوتی ہے کہ بلاشبہ اخبار یا صحافی نے ایک غلط کام کیا ہے جس کا قانونی عدالت کے ذریعے کہیں زیادہ ازالہ کرنا ضروری ہے۔ اعتزار مناسب ڈیل کے ذریعے شائع کیا جانا چاہئے جس میں متعلقہ شخص واضح طور پر اسے حتمی سمجھوتے کے طور پر قبول کر لے۔

دستاویزی شہادت

یہ کوئی کہنے کی بات نہیں کہ صحافی بشمول ریڈیو سے وابستہ صحافی کے پاس اپنے قارئین، سامعین یا ناظرین کی نظر میں

اپنی معتبر حیثیت برقرار رکھنے کے لئے اس خبر کا ثبوت ہونا چاہئے جو وہ دیتا ہے۔ زمینی طور پر نا قابل تصدیق حقائق کی غیر موجودگی میں دستاویزی شہادت ایک بہترین ثبوت ہے۔ دستاویزی ثبوت میں سرکاری دستاویزات' نجی معاہدے' خطوط' سرکاری یا نجی دونوں' سرکاری رپورٹیں' آڈٹ رپورٹیں' انکوائری رپورٹیں' سرکاری احکامات کی نقول اور صحافی کے اپنے نوٹس شامل ہو سکتے ہیں۔ بعض اوقات شائع شدہ رپورٹیں بھی جنہیں اکثر لوگ بھول چکے ہوتے ہیں' معلومات اور دستاویزی شہادت کا ایک آسان اور سہل ذریعہ بن جاتی ہیں۔ کسی خبر پر کام کرنے سے پہلے ایسی دستاویزی شہادت کا حصول محض صحافی کی لوگوں کی نظر میں مقبولیت کے حوالے سے ہی اہم نہیں بلکہ اس لئے بھی اہم ہے کہ ایسے لوگوں کی طرف سے کسی غیر سنجیدہ مقدمہ بازی کا تدارک کیا جا سکے جو اس خبر سے متاثر ہوئے ہوں۔ صحافی کو اس امر کو یقینی بنانا چاہئے کہ جن دستاویزات پر وہ انحصار کر رہا ہے وہ اصلی ہیں۔ ان دستاویزات میں خبر کے موضوع سے متعلق دستاویزات کی نقول یا مصدقہ نقول شامل ہوسکتی ہیں۔ اگر کوئی خبر ''معتبر ذرائع'' سے ملنے والی معلومات پر مبنی ہوتو پھر ان ذرائع سے بھی کہا جانا چاہئے کہ وہ اپنے تحفظ کی خاطر کوئی دستاویزی ثبوت فراہم کریں۔

کسی بیان یا خبری رپورٹ کو اشاعت کے اس شعبے کے مسلمہ ماہر یا مجاز سرکاری افسر سے منسوب کیا جا سکتا ہے۔ تاہم ان میں سے کسی ایک کا تحریری بیان یا پریس ریلیز قابل ترجیح ہوتا ہے۔ صحافی یا میڈیا کے ادارے کو پریس ریلیز کی صحت کو یقینی بنانے کے حوالے احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ اسی طرح یہ مشورہ دیا جاتا ہے کہ دستاویز کے حقائق کی دوبارہ پڑتال کر لی جائے اور خبر کو بھر پور بنانے کے لئے مزید متعلقہ افراد کے انٹرویو اور تاثرات حاصل کئے جائیں۔

یہ تمام دستاویزات خبر شائع ہونے کے بعد ہتک عزت کے ممکنہ مقدمہ کے لئے کم از کم ایک سال تک محفوظ رکھی جائیں جو اس عرصہ کی حد ہے جس کے بعد قانون کے تحت ہتک عزت کا مقدمہ دائر نہیں کیا جا سکتا۔ دستاویزات پر انحصار کرتے ہوئے ان کی شہادتی قدر و قیمت کو بھی ذہن میں رکھنا چاہئے۔ مثال کے طور پر قانون کے تحت ای میل اور انٹرنیٹ پر مبنی معلومات کی کوئی شہادتی قدر و قیمت نہیں ہوتی کیونکہ اس ضمن میں تا حال کوئی قانون تشکیل نہیں دیا گیا۔

ذاتی مفادات

صحافی بھی سماجی تعلقات کا حامل ایک شہری ہوتا ہے اور دوسرے لوگوں کی طرح اس کے بھی مفادات ہوتے ہیں۔ مسئلہ اس وقت پیدا ہوتا ہے جب کوئی خبر کسی صحافی کے ذاتی تعصّبات کی عکاسی کرتی ہو۔ اگر کوئی صحافی کسی خاص خبر کے بارے میں دو طرح کی سوچ رکھتا ہوتو اسے یہ ذمہ داری قبول نہیں کرنی چاہئے۔ کسی شخص کے لئے اپنی تحریر میں ذاتی ناپسند کے اظہار سے آپ کی اپنی ساکھ کو نقصان پہنچتا ہے اور اسے عدالت میں آپ کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔

تاہم بعض اوقات ذاتی مفاد ہی ایک مضبوط نکتے کی شکل اختیار کر سکتا ہے اگر صحافی اپنے ذاتی مفاد کی قیمت پر بھی اسے نظر انداز کرنے کی جرات رکھتا ہو۔ سٹاک مارکیٹ کے رپورٹر کو چاہئے کہ اگر وہ حصص کا کاروبار کرتا ہے تو وہ کسی بھی صورت میں سٹاک مارکیٹ کی رپورٹنگ نہ کرے۔ سٹاک مارکیٹ کے کسی ایسے رپورٹر کے خلاف ہتک عزت یا ضرر رسانی کا مقدمہ اس کے لئے اور اس کے ساتھیوں کے لئے بھی بدنامی کا باعث بن سکتا ہے اگر وہ سٹاک مارکیٹ میں حصص کا کاروبار کرتا ہو۔

پاکستانی قوانین کے بارے میں علم

صحافی کو ان قوانین کا لازمی طور پر علم ہونا چاہئے جو پاکستان میں میڈیا پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ یہ کسی ایسے معاملے کو اپنی حدود میں رکھنے کا واحد طریقہ ہے۔ ہتک عزت اور توہین عدالت کے قوانین سے قطع نظر دیگر ایسے قوانین بھی ہیں جو پاکستان میں میڈیا پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ ان میں توہین رسالت، معلومات تک رسائی کا قانون اور دیگر ایسے قوانین ہیں جن کے تحت کسی صحافی کے خلاف مقدمہ قائم کیا جا سکتا ہے۔

قانونی مشیر

میڈیا کے اداروں کو کسی قانونی جنگ کی صورت میں اپنے کارکن صحافیوں کی معاونت کے لئے قانونی مشیروں کی خدمات حاصل کرنی چاہئیں۔ انہیں چاہئے کہ وہ حسب ضرورت مختلف خبروں پر ان کے شائع ہونے سے پہلے ایک ماہرانہ نظر ڈال لیں۔ بنیادی طور پر اس امر کو یقینی بنانا ایڈیٹر کا کام ہے کہ کسی موثر ثبوت کے بغیر کوئی چیز شائع نہ ہو اور کسی خاص خبر میں جواب دینے کے حق کو یقینی بنایا جائے۔ تاہم بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے جب صرف ایک وکیل ہی کسی خبر کے ممکنہ نتائج کے بارے میں بتا سکتا ہے۔ خبری رپورٹیں، آرٹیکل، خاکے، تصاویر، تبصرے اور حتیٰ کہ کارٹون بھی قانونی مضمرات کے حامل ہو سکتے ہیں اور شبہ ہونے کی صورت میں وکیل سے مشورہ کرنا ضروری ہوتا ہے۔ بہتر یہی ہوتا ہے کہ وکیل کی خدمات حاصل کر لی جائیں اور ہتک عزت یا توہین عدالت کے مقدمات میں بھاری رقوم ادا کرنے کے بجائے اسے معقول معاوضہ ادا کر دیا جائے۔

تاہم اس سب کچھ سے مراد یہ نہیں کہ ہر دوسری خبر کو اس لئے روک لیا جائے کہ وکیل نے ایسا کرنے کو کہا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی ذکر ہو چکا ہے کہ میڈیا کے اداروں کو ان معاملات کو اپنی حدود میں رکھنے کے لئے نپی تلی کوششیں کرنی چاہئیں اور ایک آزاد میڈیا اور معاشرے کے بہترین مفاد میں قانونی عدالت میں ان کی خاطر لڑنے کے لئے بھی تیار رہنا چاہئے۔

ساتواں باب:

حاصل بحث

اس رہنما کتاب میں صحافتی نقطہ نظر سے پاکستان میں ہتک عزت اور توہین عدالت کے قوانین کی وضاحت کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اس کتاب کا مقصد اخباری اور نشری صحافیوں کو میڈیا کے مختلف قوانین کی تعلیم دینا ہے تا کہ وہ اپنی ذمہ داریاں زیادہ اعتماد کے ساتھ پوری کر سکیں۔

درحقیقت یہ تمام باتیں بین الاقوامی طور پر تسلیم شدہ صحافتی اخلاقیات سے متعلق ہیں۔ اگر صحیح معنوں میں ان پر عمل کیا جائے تو یہ صحافیوں کو' خواہ ان کا تعلق کسی بھی ملک یا ثقافت سے ہو' اپنی سمت کا واضح ادراک کرا سکتی ہیں۔ صحافتی اخلاقیات ملکی قانون کو خاطر میں نہ لانے کی بات نہیں کرتیں بلکہ وہ ایک ایسا معیار مقرر کرتی ہیں جن پر تمام حکومتیں بھی پورا نہیں اتر سکتیں اور اپنی قانون سازی اور نفاذ کے حوالے سے اسے برقرار نہیں رکھ سکتیں۔ کسی بھی صورت میں قانونی جنگ کے امکان کو ذاتی سنسر شپ کا سبب نہیں بننا چاہئے۔ اخلاقیات صحافیوں کی حوصلہ افزائی کرتی ہے کہ وہ وسیع تر عوامی مفاد میں قانونی حدود کو وسعت دینے کی کوشش کرتے ہیں۔

میڈیا کے میدان میں تیزی سے بدلتی ہوئی ٹیکنالوجی اور پیشہ وارانہ طریقوں نے میڈیا کے قومی قوانین پر اپنے اثرات مرتب کئے ہیں اور انہیں نمایاں حیثیت دے دی ہے۔ میڈیا خاص طور پر خبری میڈیا کے بڑھتے ہوئے کردار نے دنیا بھر کے قانون ساز اداروں اور عدلیہ کے لئے اس امر کو ناگزیر بنا دیا ہے کہ وہ ان تبدیلیوں کا ادراک کریں جو ان کے لئے اپنی سوچ اور توضیحات میں پیدا کرنی ضروری ہیں۔ میڈیا کے بارے میں قوانین اور فیصلوں کا مقصد یہ ہونا چاہئے کہ ان کی بدولت ان کی آزادی میں اضافہ ہو نہ کہ ان کی راہیں تنگ ہوں۔ خاص طور پر پاکستان جیسے ملکوں میں جہاں معلومات تک رسائی کی کوئی منظم صورت موجود نہیں ہتک عزت اور توہین عدالت جیسے دیگر قوانین کی موثر حیثیت کو ہمیشہ چیلنج کیا جاتا رہے گا۔ ایک صحافی کی کوئی غلط معلومات فراہم کرنے پر اس کے ایڈیٹر کی طرف سے سزا ملنی چاہئے۔ تاہم کوئی قانونی عدالت اسے ایسی معلومات فراہم کرنے پر جیل میں نہیں ڈال سکتی جو سرکاری افسران کے عدم تعاون کا نتیجہ تھی جنہوں نے اس کی تردید یا تصدیق کرنے سے انکار کر دیا' اور اس بات کا ذکر صحافی کو ہمیشہ اپنی خبر میں کرنا چاہئے۔

Contempt of Court Ordinance, 2003

Islamabad, the 15th of December, 2003

ORDINANCE NO.V OF 2003

AN

ORDINANCE

to regulate the exercise of the powers of courts to punish for contempt of court.

WHEREAS clause (3) of Article 204 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan provides that the exercise of the power conferred on courts to punish for contempt may be regulated by law,

AND WHEREAS the National Assembly is not in session and the President is satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action.

NOW, THEREFORE, in exercise of the powers conferred by clause (1) of Article 89 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, the President is pleased to make and promulgate the following Ordinance:

1. Short title, extent and commencement: - (1) This Ordinance may be called the Contempt of Court Ordinance, 2003.

(2) It extends to the whole of Pakistan.

(3) It shall come in force at once and shall be deemed to have taken effect from the ninth day of November, 2003.

2. Definitions: - In this Ordinance, unless there is anything repugnant in subject or context:

(a) "civil contempt" means the wilful flouting or disregard of -

(i) an order, whether interim or final, a judgment or decree of a court;

(ii) a writ or order issued by a court in the exercise of its constitutional jurisdiction;

(iii) an undertaking given to, and recorded by, a court;

(iv) the process of a court;

(b) "criminal contempt" means the doing of any act with intent to, or having the effect of, obstructing the administration of justice;

(c) "judicial contempt" means the scandalization of a court and includes personalized criticism of a judge while holding of office;

(d) "notice" means a notice other than a show cause notice issued by a court;

(e) "pending proceedings" means proceedings which have been instituted in a court of law until finally decided after exhausting all appeals, revisions or reviews provided by law or until the period of limitation therefor has expired;

Provided that the pendency of an execution application shall not detract from the finality of the proceedings.

(f) "personalized criticism" means a criticism of a judge or a judgment in which improper motives are imputed; and

(g) "superior court" means the Supreme Court or a High Court.

3. **Contempt of court:** - Whoever disobeys or disregards any order, direction or process of a court, which he is legally bound to obey; or commits a wilful breach of a valid undertaking given to a court; or does anything which is intended to or tends to bring the authority of a court or the administration of law into disrespect or disrepute, or to interfere with or obstruct or interrupt or prejudice the process of law or the due course of any judicial proceedings, or to lower the authority of a court or scandalize a judge in relation to his office, or to disturb the order or decorum of a court is said to commit "contempt of court". The contempt is of three types, namely: the "civil contempt", "criminal contempt" and "judicial contempt."

4. **Jurisdiction:** - (1) Every superior court shall have the power to punish a contempt committed in relation to it.

(2) Subject to sub-section (3), every High Court shall have the power to punish a contempt committed in relation to any court subordinate to it.

(3) No High Court shall proceed in cases in which an alleged contempt is punishable by a subordinate court under the Pakistan Penal Code (Act No.XLV of 1860).

5. **Punishment:** - (1) Subject to sub-section (2) any person who commits contempt of court shall be punished with imprisonment which may extend to six months simple imprisonment, or with fine which may extend to one hundred thousand rupees, or with both.

(2) A person accused of having committed contempt of court may, at any stage, submit an apology and the court, if satisfied that it is *bona fide*, may discharge him or remit his sentence.

Explanation: - The fact that an accused person genuinely believes that he has not committed contempt and enters a defence shall not detract from the *bona fide* of an apology.

(3) In case of a contempt having been committed, or alleged to have been committed, by a company, the responsibility therefore shall extend to the persons in the company, directly or indirectly, responsible for the same, who shall also be liable to be punished accordingly.

(4) Notwithstanding anything contained in any judgment, no court shall have the power to pass any order of punishment for or in relation to any act of contempt save and except in accordance with sub-section (1).

6. Criminal contempt when committed: - (1) A criminal contempt shall be deemed to have been committed if a person –

(a) attempts to influence a witness, or proposed witness, either by intimidation or improper inducement, not to give evidence, or not to tell the truth in any legal proceeding;

(b) offers an improper inducement or attempts to intimidate a judge, in order to secure a favourable verdict in any legal proceedings;

(c) commits any other act with intent to divert the course of justice.

(2) Nothing contained in sub-section (1) shall prejudice any other criminal proceedings which may be initiated against any such person as is mentioned therein.

7. Cognizance of criminal contempt: - In the case of a criminal contempt a superior court make take action;

(i) *suo moto* or

(ii) on the initiative of any person connected with the proceedings in which the alleged contempt has been committed; or

(iii) on the application of the law officer of a Provincial or the Federal Government.

8. Fair reporting: - (1) Subject to sub-section (2), the publication of a substantially accurate account of what has transpired in a court, or of legal proceedings, shall not constitute contempt of court.

(2) The court may, for reasons to be recorded in writing, in the interest of justice, prohibit the publication of information pertaining to legal proceedings.

9. Personalized criticism: - (1) Subject to the provisions of this Ordinance, personalized criticism of a specific judge, or judges, may constitute judicial contempt save and except true averment if made in good faith and in temperate language in a complaint made,

(a) to the administrative superior of a judge of a subordinate court;

(b) to a Provincial government;

(c) to the Chief Justice of a High Court;

(d) to the Supreme Court;

(e) to the Supreme Judicial Council; or

(f) to the Federal Government for examination and being forwarded to the Supreme Judicial Council;

(2) Nothing contained in sub-section (1) is intended to deprive a judge of the right to file a suit for defamation.

10. Fair comments: - The fair and healthy comments on a judgment involving question of public importance in a case which has finally been decided and is no longer pending shall not constitute contempt;

Provided that it is phrased in temperate language and the integrity and impartiality of a Judge is not impugned.

11. Judicial contempt: - (1) A superior court may take action in a case of judicial contempt on its own initiative or on information laid before it by any person.

(2) Any person laying false information relating to the commission of an alleged judicial contempt shall himself be liable to be proceeded against for contempt of court.

(3) Judicial contempt proceedings initiated by a judge, or relating to a judge, shall not be heard by the said judge, but shall (unless he is himself the Chief Justice) be referred to the Chief Justice, who may hear the same personally or refer it to some other judge, and, in a case in which the judge himself is the Chief Justice, shall be referred to the senior most judge available for disposal similarly.

(4) No proceedings for judicial contempt shall be initiated after the expiry of one year.

12. Civil contempt: - (1) Proceeding for civil contempt may be initiated *suo moto* or at the instance of an aggrieved party.

(2) The provisions contained herein are intended to be in addition to, and not in derogation of, the power of the court under any other law for the time being in force to enforce compliance of its orders, judgments or decrees.

13. Procedure in cases of contempt in the face of the court: - (1) In the case of a contempt committed in the face of the court, the court may cause the contemner/offender to be detained in custody and may proceed against him in the manner provided in sub-section (2);

Provided that if the case cannot be finally disposed of on the same day, the court may order the release of the accused from the custody either on bail or on his own bond.

(2) In all cases of contempt in the face of the court the judge shall pass an order in open court recording separately what was said or done by the accused person and shall immediately proceed against the offender or may refer the matter to the Chief Justice for hearing and deciding the case by himself or by another Judge.

14. Expunged material: - No material which has been expunged from the record under the orders of

(i) a court of competent jurisdiction, or

(ii) the presiding officer of the Senate, the National Assembly or a Provincial Assembly;

shall be admissible in evidence unless it is otherwise ordered by the court.

15. Innocent publication: - No person shall be guilty of contempt of court for making any statement, or publishing any material, pertaining to any matter which forms the subject of pending proceedings, if he was not aware of the pendency thereof.

16. Protected statements: - No proceedings for contempt of court shall lie in relation to the following:

(i) observations made by a higher or appellate court in a judicial order or judgment;

(ii) remarks made in an administrative capacity by any authority in the course of official business, including those in connection with a disciplinary inquiry or in an inspection note or a character roll or confidential report; and

(ii) a true statement regarding conduct of a judged connected with the performance of his judicial functions.

Provided that onus of proof shall be on the person relying on the statement.

17. Procedure: - (1) Save as expressly provided to the contrary, proceedings in cases of contempt shall be commenced by the issuance of a notice, or a show cause notice, at the discretion of the court.

(2) In the case of a notice the alleged contemner may enter appearance in person or through an advocate, and, in the case of a show cause notice, shall appear personally;

Provided that the court may at any time exempt the alleged contemner from appearing personally.

(3) If, after giving the alleged contemner an opportunity of a preliminary hearing, the court is *prima facie* satisfied that the interest of justice so requires, it shall fix a date for framing a charge in open court and proceed to decide the matter either on that date, or on a subsequent date or dates, on the basis of affidavits, or after recording evidence;

Provided that the alleged contemner shall not, if he so requests, be denied the right of cross examination in relation to any affidavit, other than that of a judge, used in evidence against him.

18. Substantial detriment: - (1) No person shall be found guilty of contempt of court, or punished accordingly, unless the court is satisfied that the contempt is one which is substantially detrimental to the administration of justice or scandalizes the court or otherwise tends to bring the court or Judge of the court into hatred or ridicule.

(2) In the event of a person being found not guilty of contempt by reason of sub-section (1) the court may pass an order deprecating the conduct, or actions, of the person accused of having committed contempt.

(3) Subject to the provisions of this Ordinance, truth shall be a valid defence in cases of contempt of court.

19. Appeal: - (1) Notwithstanding anything contained in any other law or the rules for the time being in force, orders passed by a superior court in contempt cases of contempt shall be appealable in the following manner:

(i) in the case of an order passed by a single judge of a High Court an intra-court appeal shall lie to a bench of two or more judges;

(ii) in a case in which the original order has been passed by a division or larger bench of a High Court an appeal shall lie to the Supreme Court; and

(ii) in the case of an original order passed by a single judge or a bench of two judges of the Supreme Court an intra-court appeal shall lie to a bench of three judges and in case the original order was passed by a bench of three or more judges an intra-court appeal shall lie to a bench of five or more judges.

(2) The appellate court may suspend the impugned order pending disposal of the appeal.

(3) The limitation period of filing an appeal shall be thirty days.

20. Repeal: - The Contempt of Court Act, 1976 (LXIV of 1976) is hereby repealed.

GENERAL
PERVEZ MUSHARRAF,
President.

MR. JUSTICE
MUHAMMAD NAWAZ ABBASI,
Principal Secretary

DEFAMATION ORDINANCE, 2002

Islamabad, the 1st of October 2002

ORDINANCE NO. LVI OF 2OO2

AN

ORDINANCE

To make provisions in respect of defamation

WHEREAS it is expedient to make provisions in respect of defamation and for matters connected therewith or incidental thereto;

AND WHEREAS, the President is satisfied that circumstances exist which render it necessary to take immediate action;

NOW, THEREFORE, in pursuance of the Proclamation of Emergency of the fourteenth day of October, 1999, and the Provisional Constitution Order No. 1 of 1999, read with the Provisional Constitutional (Amendment) Order No. 9 of 1999, and in exercise of all powers enabling him in that behalf, the President of the Islamic Republic of Pakistan is pleased to make and promulgate the following Ordinance; -

1. **Short title, extent and commencement.** – (1) This ordinance may be called the Defamation Ordinance, 2002.

(2) It extends to the whole of Pakistan.

(3) It shall come into force at once.

2. **Definitions.** – In this Ordinance, unless there is anything repugnant in the subject or context, -

(a) "author" means the originator of the statement;

(b) "broadcasting" means the dissemination of writing, signs, signals, pictures and sounds of all kind, including any electronic device, intended to be received by the public either directly or through the medium of relay stations, by means of,

(i) a form of wireless radio-electric communication utilizing Hertzian waves, including radiotelegraph and radiotelephone, or

(ii) cables, computer, wires, fiber-optic linkages or laser beams, and "broadcast" has a corresponding meaning;

(c) "editor" means a person or operator having editorial or equivalent responsibility for the content of the statement or the decision to publish or circulate it;

(d) "newspaper" means a paper containing public news, intelligence or occurrences or remarks or observations or containing only, or principally, advertisements, printed for distribution to the public and published periodically, or in parts or members, and includes such other periodical works as the Federal Government may, by notification in the official Gazette, declare to be newspaper;

(e) "publication" means the communication of the words to at least one person other than the person defamed and includes a newspaper or broadcast through the internet or other media; and

(f) "publisher" means a commercial publisher, that is, a person whose business is issuing material to the public, or a section of the public, who issues material containing the statement in the course of that business.

3. **Defamation.** – (1) Any wrongful act or publication or circulation of a false statement or representation made orally or in written or visual form which injures the reputation of a person, tends to lower him in the estimation of others or tends to reduce him to ridicule, unjust criticism, dislike, contempt or hatred shall be actionable as defamation.

(2) Defamation is of two forms, namely: -

(i) Slander; and

(ii) libel.

(3) Any false oral statement or representation that amounts to defamation shall be actionable as slander.

(4) Any false written, documentary or visual statement or representation made either by ordinary form or expression or by electronic or other modern means or devices that amounts to defamation shall be actionable as libel.

4. **Defamation actionable.** - The publication of defamatory matter is an actionable wrong without proof of special damage to the person defamed and where defamation is proved, damage shall be presumed.

5. **Defences.** – In defamation proceedings a person has a defence if he shows that -

(a) he was not the author, editor, publisher or printer of the statement complained of;

(b) the matter commented on is fair and in the public interest and is an expression of opinion and not an assertion of fact and was published in good faith;

(c) it is based on truth and was made for public good;

(d) assent was given for the publication by the plaintiff;

(e) offer to tender a proper apology and publish the same was made by the defendant but was refused by the plaintiff;

(f) an offer to print or publish a contradiction or denial in the same manner and with the same prominence was made but was refused by the plaintiff;

(d) the matter complained of was privileged communication such as between lawyer and client or between persons having fiduciary relations;

(e) the mater is covered by absolute or qualified privilege.

6. **Absolute privilege.** – Any publication of statement made in the Federal or Provincial legislatures, reports, papers, notes and proceedings ordered to be published by either house of the Parliament or by the Provincial Assemblies, or relating to judical proceedings ordered to be published by the court or any report, note or matter written or published by or under the authority of a Government, shall have the protection of absolute privilege.

Explanation. – In this section legislature includes a local legislature and court includes any tribunal or body exercising the judicial powers.

7. **Qualified privilege.** – Any fair and accurate publication of parliamentary proceedings, or judicial proceedings which the public may attend and statements made to the proper authorities in order to procure the redress of public grievances shall have the protection of qualified privilege.

8. **Notice of action.** – No Action lies unless the plaintiff has, within two months after the publication of the defamatory matter has come to his notice or knowledge, given to the defendant, fourteen days notice in writing of his intention to bring an action, specifying the defamatory matter complained of.

9. **Remedies.** – Where defamation shall be proved to have occurred, the Court may pass order directing the defendant to tender an apology, if acceptable to the plaintiff, and publish the same in similar manner and with the same prominence as the defamatory statement made and pay reasonable compensatory damages as general

damages with a minimum of Rs. 50,000 (Rupees fifty thousand) or shall undergo three months imprisonment and in addition thereto, any special damage incurred that is proved by the plaintiff to the satisfaction of the Court.

10. **Code of Civil Procedure and Qanun-e-Shahadat Order to apply.** – The Code of Civil Procedure, 1908 (Act. No. V of 1908) and the Qanun-e-Shahadat, 1984 (P.O. No. 10 of 1984) shall *mutatis mutandis*, apply to the proceedings under this Ordinance.

11. **Ordinance not to prejudice action for criminal defamation.** – Nothing in this Ordinance shall prejudice any action for criminal libel or slander under any law for the time being in force.

12. **Limitation of actions.** – An action against ---

(a) an author, editor, proprietor or publisher of a newspaper;
(b) the owner of a broadcasting station;
(c) an officer, servant or employee of the newspaper or broadcasting station; or
(d) any other purpose,

for defamation contained in the newspaper or broadcast from the station or its publication otherwise shall be taken within six months after the publication of the defamatory matter came to the notice or knowledge of the person defamed.

13. **Trial of Cases.** – No court inferior to that of the District Judge shall have jurisdiction to try cases under this Ordinance.

14. **Court to decide the cases expeditiously.** – The court shall decide a case under this Ordinance with in a period of six months.

15. **Appeal.** – An appeal against the final order of the District Judge shall lie to the High Court within thirty days of the passing of such order;

Provided that no appeal shall lie against an interlocutory order of the court.

16. Power to make rules. – The Federal Government may, by notification in the official Gazette, make rules to carry out the purposes of this Ordinance.

GENERAL
PERVEZ MUSHARAF,
President.

MR. JUSTICE
MANSOOR AHMAD,
Secretary.

انٹرنیوز پاکستان

315، سٹریٹ 17، سیکٹر E-7، اسلام آباد، پاکستان

فون نمبر: 051-2877984-85 فیکس 051-2870969

mediapk@internews.org

www.internews.org.pk